Ataunnabi.com

پندرھواں مسئلہ

تقلیدِ عرفی کا وجوب

کتاب وسنت کی روشنی میں

نوپیدا فروعی مسائل میں اجتہادِ مطلق کے منصب پر فائز فقہائے دین کی تقلید واتباع پر عامۂ امت کا اجماع ہے اور یہ تقلید نہ صرف جائز بلکہ واجب قرار دی گئی ہے، امتِ مسلمہ کا یہی مذہب ہے۔

اس کے برخلاف وہابی اسے شرک قرار دیتے ہیں اور اس کے ثبوت میں وہ آیات پیش کرتے ہیں جو مشرکین کی اندھی تقلید کے باب میں نازل ہوئی ہیں، مشرکین نے امورِ شرک وکفر میں اپنے آباو اَجداد کے اعتقاد وعمل کا سہارا لے کر عقل وخرد کے برخلاف ان کی اندھی تقلید کی جو بلاشبہہ شرک ہے۔

لیکن امتِ مسلمہ مرحومہ کتاب وسنت کی ہدایت پر نوپید فروعی مسائل میں فقہائے مجتہدین کی تقلید کرتی ہے۔ تو یہ تقلید فی الواقع کتاب وسنت کا اتباع ہے۔ (۱)

---

(۱) یہاں سے واضح ہوا کہ مشرکین کی اندھی تقلید اور مومنین کی تقلیدِ عرفی میں بڑا فرق ہے۔ **(الف)** مشرکین امور کفر وشرک میں اپنے باپ، داداؤں کی تقلید کرتے ہیں اور مومنین فروعی امور میں اپنے فقہائے مجتہدین کی تقلید کرتے ہیں۔ **(ب)** امور کفر وشرک مردود ہیں، کبھی یہ معاف نہ ہوں گے جب کہ فروعی امور کے احکام کتاب وسنت سے ماخوذ ومستنبط ہیں اور استنباط باعث اجر وثواب ہے جیسا کہ احادیث نبویہ میں اس کی بشارت ہے۔ **(ج)** امور کفر وشرک میں تقلید مذموم بلکہ کفر وشرک ہے اور فروعی امور میں اہل علم کی طرف رجوع کا حکم خود قرآن نے دیا ہے جو تقلید عرفی کی اصل ہے۔
الغرض بحث ہے فروعی امور میں کتاب وسنت سے ماخوذ ومستنبط احکام میں ماہرین کتاب وسنت کی پیروی وتقلید کی، تو اس کے عدم جواز پر امور کفر وشرک میں مشرکین کی اندھی تقلید سے استدلال بڑی زیادتی ہے، اس طرح کا استدلال حضرات وہابیہ کی ہی شان ہے۔ ۱۲ منہ

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہم سب سے پہلے تقلید کی لغوی و شرعی تشریح پیش کرتے ہیں، اس کے بعد اس سلسلے میں کتاب وسنت کی ہدایات اصل مصادر سے پیش کریں گے۔

تقلید کا لغوی اور شرعی مفہوم:

لغت میں: تقلید کے معنی ہیں: ”گلے میں قلادہ ڈالنا، ہار پہنانا“۔

آدمی جس کی پیروی کرتا ہے اس کے گلے میں گویا امامت وعظمت کا ہار ڈال دیتا ہے، یا خود اپنے گلے میں اس کے قول وفعل کے اتباع کا قلادہ ڈال لیتا ہے۔

عرفِ ناس میں تقلید یہ ہے کہ جو شخص کسی فن کا ماہر اور اسپیشلسٹ ہو اس کی بات کو اس کی دلیل پر آگہی کے بغیر صرف اس بنا پر تسلیم کر لیا جائے کہ اس کے ساتھ یہ حسنِ ظن وحسنِ اعتقاد ہے کہ وہ جو کچھ کہتا ہے دلائلِ فن کی مضبوط بنیادوں اور نیک نیتی پر قائم ہونے کی وجہ سے صحیح اور راجح ہوتا ہے۔

● کتاب التعریفات میں ہے:

التقليد: عبارةٌ عن اتّباع الإنسان غيرَهُ فيما يقول أو يفعل، معتقداً للحقّيّة من غير نظر وتأمل في الدّليل، كأنّ هذا المتبع جعل قولَ الغيرِ أو فعله قلادةً في عُنُقه.[1]

ترجمہ: تقلید: یہ ہے کہ انسان دوسرے کے قول یا فعل کی پیروی اس کی دلیل میں غور وفکر کیے بغیر حق اعتقاد کر کے کرے۔

گویا اتباع کرنے والے نے دوسرے کے قول یا فعل کو اپنے گلے کا قلادہ وہار بنالیا۔

● مسلم الثبوت اور فواتح الرحموت میں ہے:

(التقليد: العملُ بقولِ الغيرِ مِن غيرِ حُجّةٍ) . . . والمرادُ بـ”الحجّة“ حُجّةٌ مِن الحُجَج الأربع، وإلّا فقولُ المجتهد دليلُهُ وَحُجيّتُه كَأخذ العاميّ من المجتهد.[2]

ترجمہ: تقلید: نام ہے دوسرے کے قول پر بلا دلیل عمل کا۔ دلیل سے مراد کتاب اللہ، سنت

---

(۱) كتابُ التعريفات للإمام علي بن محمد بن علي الجرجاني (م: ٨١٦هـ)، ص: ٥٨، رقم اللفظ: ٤١١، دار الكتاب العربي، بيروت.

(۲) فواتح الرحموت بشرح مسلم الثبوت، ج: ٢، ص: ٤٤٤، خاتمة: الاجتهاد / فصل التقليد، دارُ إحياء التراث العربي.

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

رسول اللہ، اجماع امت ہے، ورنہ مجتہد کا قول اس کی دلیل ہے (جس کی طرف رجوع کا کتاب وسنت میں حکم ہے۔)

● قمر الاقمار، بحث تقلید اور شرح المنار میں ہے:

التقليد: اتباع الرجل غيره فيما سمعه بقول أو في فعله على زعم أنه محقِّق بلا نظر في الدليل فكأنّ المقلِّد جعل قول الغير و فعله قلادة في عنقه.[1]

ترجمہ: تقلید یہ ہے کہ آدمی دوسرے کے قول یا فعل کا اتباع اس حسنِ ظن پر کرے کہ وہ محقق ہے اور اس کی دلیل پر اس کی نظر نہ ہو گویا مقلد نے دوسرے کے قول یا فعل کو اپنے گلے کا قلادہ بنا لیا۔

کارگاہِ حیات میں تقلید کی مثالیں:

جیسے ماہر طبیب یا اسپیشلسٹ ڈاکٹر غور و خوض اور تحقیق کے بعد جب مرض کی تشخیص اور اس کے لیے نسخہ تجویز کرتا ہے تو اس کے ساتھ ہر طبقے کا انسان یہی حسنِ ظن رکھتا ہے کہ اس کی تشخیص و تجویز صحیح ہے اور اس سے کوئی دلیل طلب کیے بغیر اس کے مطابق علاج شروع کر دیتا ہے، اور شفایاب ہو جاتا ہے، بلکہ ایک عام آدمی کا اس سے اس کی تشخیص و تجویز پر دلیل مانگنا حماقت تصور کیا جاتا ہے۔ اور اس سے بھی بڑی حماقت یہ ہوگی کہ کوئی انگریزی دواؤں کے نام اور کام پڑھ کر خود سے ہی اپنے اور دوسروں کے پیچیدہ امراض کا علاج شروع کر دے۔ بلکہ یہ قانوناً جرم بھی ہے۔

یا جیسے کسی ماہر حساب داں کا تحقیق کے ساتھ تیار کیا ہوا حساب یا کسی ماہرِ لسان کا اپنی زبان کے الفاظ کی تشریح، یا کسی ماہرِ صرف و نحو کی کسی جملے یا صیغے کی ترکیب و تعلیل پر اسی حسن ظن کی بنیاد پر اعتماد کیا جاتا ہے۔ اور حق یہ ہے کہ یہ تقلید زندگی کے ہر شعبے اور انسانوں کے ہر طبقے میں پائی جاتی ہے، جس کا انکار محض مکابرہ اور ہٹ دھرمی ہے۔ خود دینیات کے باب میں بھی کثیر امور میں تقلید کا رواج عمومی طور پر پایا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ علم حدیث میں خود آج کل کے مدعیان حدیث بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔

محدثین کرام اور ائمۂ ناقدینِ حدیث نے اپنی تحقیق کی بنا پر احادیث نبویہ کے مختلف مدارج۔

---

(۱) ❀ قمر الأقمار حاشية نور الأنوار، ص: ۲۲۰، مبحث أفعال النبي، مجلس البركات، مبارك فور.
❀ حاشية الحسامي، ص: ۹۴، باب متابَعة أصحابِ رسول الله –صلى الله تعالىٰ عليه وسلَّمَ– مجلس البركات، مبارك فور.

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

مقبول، صحیح، متابع، شاہد، محکم، مختلف الحدیث، ناسخ، منسوخ، معلّق، مرسَل، معضل، منقطع، مدلّس، مضطرب، مصحف، محرف، وغیرہ مقرر کیے، جنھیں سب بے چون وچراں تسلیم کرتے ہیں۔ پھر ان مدارج کے مطابق ائمۂ حدیث، احادیثِ شریفہ پر صحیح، حَسَن، ضعیف، معروف، منکر وغیرہا کا حکم بھی صادر فرماتے ہیں۔ اور امت ان کی تحقیق اور حکم پر اعتماد کرکے ان کے بیان کردہ مدارجِ حدیث کے مطابق عمل کرتی ہے، کیوں کہ ان کے ساتھ یہ حسن ظن رکھتی ہے کہ انھوں نے پوری تحقیق کے بعد ہی ایسا کیا ہے، اور آج کے عمل بِالحدیث کے نام نہاد دعوے دار بھی کتاب وسنت سے اس کی دلیل طلب کیے بغیر اسے تسلیم کرتے ہیں، یہ سب تقلید ہی تو ہے۔

رجالِ حدیث پر جو کتابیں لکھی گئی ہیں اور ان میں رُواۃ کے تعلق سے جو کچھ بھی جرح وقدح کی گئی ہے اور اصول حدیث کی کتابوں میں ثقہ اور ضعیف راویوں کی معرفت کے لیے جو مراتبِ جرح و تعدیل نیز احکامِ جرح و تعدیل بیان کیے گئے ہیں سب ان کو بے دلیل تسلیم کرتے ہیں اور یہ بھی بلا شبہہ تقلید ہی ہے۔

تقلید کی قسمیں اور ہر ایک کی شرعی حیثیت

تقلید دو طرح کی ہو سکتی ہے۔

(۱) حقیقی (۲) عرفی

تقلید حقیقی: یہ ہے کہ کسی انسان کے قول کی پیروی صرف اس بنا پر کی جائے کہ یہ اس کا قول ہے۔ اور اس کے پس پشت حقیقت میں کوئی دلیل شرعی نہ ہو جیسے افعالِ کفر وشرک میں پہلے کے کفار و مشرکین کی پیروی، یہ کھلے طور پر بے دلیل ہے، بلکہ اس کے بطلان پر کتاب وسنت کے دلائل قائم ہیں۔ عرف عام میں اس کا نام "اندھی تقلید" ہے کیوں کہ جیسے اندھا اندھے کے پیچھے چلتا ہے اور دونوں میں سے کسی کے پاس نورِ دلیل نہیں ہوتا اسی طرح تقلید حقیقی میں بھی کسی کے پاس نورِ دلیل نہیں ہوتا۔ وہابیوں نے تقلید کے شرک ہونے پر کتاب وسنت سے جو نصوص پیش کیے ہیں وہ سب اسی تقلیدِ حقیقی سے متعلق ہیں، اور انھوں نے یہ سارے نصوص اپنے ائمہ وہابیہ کی پیروی میں اہل حق پر چسپاں کیے ہیں۔ تو یہ بھی تقلیدِ حقیقی ہے۔ خواہ وہ اپنے بطلان کی شناعت کے لحاظ سے صرف حرام ہو یا کفر وارتداد بھی۔

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

تقلیدِ عرفی: یہ ہے کہ ماہر کتاب و سنت۔ جسے مجتہد مطلق اور مجتہد فی الشرع بھی کہا جاتا ہے۔ کی پیروی فقہی، فروعی امور میں اس بنا پر کی جائے کہ کتاب اللہ و سنتِ رسول اللہ میں اس کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔ اور ہم عن قریب اس بارے میں کتاب و سنت کے کچھ نصوص اِن شاء اللہ تعالیٰ پیش کریں گے تو اس طرح حقیقت میں یہ کتاب و سنت کی پیروی ہوگی اور اس پر تقلید کا اطلاق ایک ادنیٰ مناسبت کی وجہ سے محض عرفاً ہوگا، بہ لفظ دیگر یہ فی الواقع اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کے ارشادات و احکام کی اطاعت و اتباع ہے جسے ہمارے عرف میں مجازاً تقلید کہا جاتا ہے، اس کو حرام یا شرک کہنا کتاب و سنت کے مقابل ایک نیا فرمان جاری کرنا ہے، جو وہابیہ ہی کی شان ہے۔

تقلید کن امور میں کی جاتی ہے اور کن امور میں نہیں:

امورِ دینیہ کئی طرح کے ہیں:

(۱) وہ امور جن کا تعلق اصولِ دین و عقائدِ اسلام سے ہے، یہ قرآن و حدیث کے نصوص صریحہ اور دلائل عقلیہ سے ثابت ہوتے ہیں، جیسے اللہ تعالیٰ ایک ہے، سمیع و بصیر، علیم و خبیر، سبّوح و قدّوس، ازلی و ابدی ہے، قرآن مقدس اللہ کا کلام ہے، اور محمد ﷺ اللہ کے سب سے افضل رسول اور آخری نبی ہیں۔

(۲) وہ احکام و شرائع جو کتاب و سنت کے صریح نصوص سے ثابت ہوں، اور اجتہاد و قیاس پر ان کی بنیاد نہ ہو، جیسے نماز پنج گانہ و جمعہ و روزۂ رمضان و زکات و حج کی فرضیت۔ نماز میں قیام، قراءت، اور رکوع و سجود کی فرضیت، وغیرہ اور قتلِ ناحق و غصب، و کذب و غیبت و خیانت و حسد و ظلم و عقوقِ والدین کی حرمت، وغیرہ۔

(۳) وہ احکام جو اجماعِ امت یا اجماعِ اہلِ سنت سے ثابت ہوں کہ اجماع کی طرف رجوع عرفاً تقلید نہیں ہے، بلکہ یہ فی الواقع کتاب و سنت کی طرف رجوع ہے۔ کیوں کہ اجماع کی حجّیت کتاب و سنت سے ثابت ہے اور خود اجماع بھی عموماً کتاب اللہ کی کسی آیت یا رسول اللہ کی کسی حدیث کی بنیاد پر قائم ہوتا ہے۔

(۴) وہ احکام جو کتاب و سنت کے نصوص سے اجتہاد و استنباط کے ذریعہ نکالے جائیں جیسے چوتھائی سر کے مسح کی فرضیت، وضو کے لیے ہاتھوں کو کہنیوں اور پاؤں کو ٹخنوں کے ساتھ دھونا، طلاق

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

والی عورت کی عدت تین حیض ہونا، کھجور، گیہوں، جَو، نمک، سونا، چاندی چھ چیزوں کے سوا دوسرے اموال کی خرید و فروخت میں سود کا تحقق، سفر میں جمع بین الصَّلاتین اور اس طرح کے کثیر مسائل جن کے احکام صراحت کے ساتھ کتاب و سنت میں نہیں پائے جاتے اور اب تو زمانے کے گزرنے کے ساتھ ساتھ ایسے بے شمار مسائل پیدا ہو چکے ہیں۔

تقلید صرف آخری نوع کے مسائل میں کی جاتی ہے، باقی امور دائرۂ تقلید سے باہر ہیں، ظاہر ہے کہ ہر شخص، بلکہ ہر عالم کتاب و سنت کے بحر معانی کی گہرائیوں میں پہنچ کر احکام شرعیہ کو تلاش کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا، پھر تلاش و جستجو میں ہر کوئی سیپ اور موتی میں امتیاز نہیں کر سکتا، اس لیے آخری نوع کے احکام و شرائع میں فقہائے مجتہدین کی تقلید لازمی و ضروری ہوئی۔ اب ہم اس کے دلائل کتاب اللہ و سنت رسول اللہ سے مختصراً پیش کرتے ہیں۔

دلائل اہلِ سنت

کتاب اللہ سے تقلید عرفی کے وجوب کے دلائل:

کتاب اللہ کی آیات سے تقلید عرفی (۱) کا وجوب کھلے طور پر ثابت ہوتا ہے۔ مثلاً:

پہلی دلیل:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(۱) وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ؕ فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَ لِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْۤا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ۝۱۲۲ (۲)

ترجمہ: اور مسلمانوں سے یہ تو نہیں ہو سکتا کہ سب کے سب نکلیں تو کیوں نہ ہو کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور واپس آکر اپنی قوم کو ڈر سنائیں اس امید پر کہ وہ بچیں۔

---

(۱) **تقلید عرفی**: جو بظاہر مجتہد مطلق مثلاً امام اعظم ابو حنیفہ کی اور واقع میں کتاب و سنت کی پیروی ہو اور صرف ظاہر کے پیش نظر، نیز براہ راست اور بواسطہ اتباع کتاب و سنت میں امتیاز کے لیے عام بول چال میں اسے مجازاً تقلید کہا جائے۔ ۱۲ منہ

(۲) القرآن الحکیم، سورة التوبة: ۹، الآية: ۱۲۲.

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اس آیت کریمہ سے چند امور ثابت ہوتے ہیں:

(أ) اللہ تعالیٰ نے کچھ لوگوں پر فقہ سیکھنا فرض فرمایا۔

(ب) اور عام مسلمانوں کو اس سے معاف فرمایا، مگر انھیں بالکل آزاد بھی نہ رکھا کہ یہ سب کے سب مکلف ہیں، اور ان پر احکام شرعیہ کا امتثال فرض ہے۔

(ج) اس لیے فقہا پر لازم فرمایا کہ وہ عام مسلمانوں کو ڈرائیں اور فقہی احکام بتائیں اور عام مسلمانوں کو تاکید فرمائی کہ وہ فقہا کی بات پر عمل کریں اور یہی تقلید ہے۔

امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

"جب اَحکامِ الٰہیہ ہر عام وعامی پر ہیں، آزاد کوئی نہ چھوڑا گیا اور فقہ سیکھنے کو صاف فرما دیا کہ سب سے نہیں ہو سکتا، ہر گروہ سے بعض اشخاص سیکھیں اور اپنی قوم کو احکام بتائیں کہ وہ مخالف حکم سے بچیں، تو صاف صاف عام لوگوں کو ان فقیہوں کی بات پر چلنے کا حکم ہوا اور اسی کا نام آج کے عرف میں تقلید ہے، جس کی فرضیت قرآن کریم کے نص قطعی سے ثابت ہوئی۔"(۱)

اس کی مختصر تشریح یہ ہے کہ بندوں پر اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے احکام ہیں، جن کا علم ابتداءً بغیر تصریحِ شارع یا اجتہادِ مجتہد کے حاصل نہیں ہوتا، اور آدمی حلال و حرام اور جائز و واجب دین کے جتنے احکام اس پر ہیں سب کا عالم نہیں، نصوصِ شریعت کے معانی کا سب کو احاطہ نہیں، منصوص سے مسکوت کا حکم نکالنے پر سب کو قدرت نہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ جن لوگوں کو نہ علم ہے، نہ بصیرت، نہ اجتہاد کی قدرت، کیا وہ شترِ بے مہار بنا کر چھوڑ دیے گئے ہیں؟

ایسا ہرگز نہیں۔ تو پھر ان کے لیے احکام الٰہی جاننے کی کیا سبیل ہے؟ کیا خود دیکھیں حالاں کہ وہ نگاہ نہیں رکھتے یا یہ کہ ہدایت وارشاد والے علما کی طرف رجوع کریں، امورِ دین میں ان پر اعتماد کریں، جو وہ فرمائیں مطیع ہو کر اس پر کاربند رہیں، یہی حق ہے اور اسی کا نام تقلید ہے۔

قرآن کریم کی درج بالا آیت کریمہ میں اسی پر برانگیختہ کیا گیا ہے۔(۲)

---

(۱) حاشية أطائب الصَّيّب على أرض الطيب" مِن رسائل الفتاوى الرضوية، ج: ۱۱، ص: ۳۱۸، رضا اکادیمی، موممبائی۔

(۲) "أطائب الصَّيِّب على أرض الطيِّب" من رسائِل الفتاوى الرضوية، ج: ۱۱، ص: ۳۱۸، ۳۱۹، رضا اکادیمی۔

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

دوسری دلیل:

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

② فَسْـَٔلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۴۳ (۱)

ترجمہ: تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمھیں علم نہ ہو۔

③ عَنْ "جابرٍ قال: . . . فلمّا قَدِمْنا عَلَى النَّبي -صلّى الله تعالى عليه وسلَّمَ- . . . فقال: ألّا سألُوا إذ لم يعلموا فإنّما شفاءُ العيِّ السؤال. (۲)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیوں نہ پوچھا جب معلوم نہیں تھا کہ مرضِ جہل کی شفا تو بس سوال ہی ہے۔

④ عن عطاء ابن أبي رباح أنه سمع عبدَ الله ابنِ عباس قال: أصاب رجلاً جرحٌ في عهد رسول الله -صلى الله تعالى عليه وسلم- ثم احتلم فأمر بالاغتسال، فاغتسل فمات فبلغ ذلك رسولَ الله -صلى الله تعالى عليه وسلم- فقالَ قتلوه، -قتلهم الله- ألم يكن شفاء العيِّ السؤال. (۳)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص عہد رسالت میں زخمی ہو گیا، پھر اسے احتلام ہوا تو اسے غسل کرنے کا حکم دیا گیا، اس نے غسل کیا اور فوت ہو گیا، یہ خبر رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو فرمایا: اسے غسل کا حکم دینے والوں نے ہلاک کر دیا، اللہ انھیں ہلاک کرے، کیا مرضِ جہل کی شفا دریافت کرنا نہ تھا۔ (٤)

---

(۱) القرآن الحكيم، سورة النحل: ۱٦، الآية: ٤۳

❀ القرآن الحكيم، سورة الأنبياء: ۲۱، الآية: ۷

(۲) سنن أبي داؤد، ص: ٦۲، كتاب الطهارة/ بابٌ في المجروح يَتَيَمَّمُ، بيت الأفكار الدولية.

(۳) ● مسند الإمام أحمد بن حنبل، ص: ۲۷۲، مسند آل العباس/ مسند عبد الله بن عباس، رقم الحديث: ۳۰۵۷.

● سنن أبي داؤد، ص: ٦۲، كتاب الطهارة/ بابٌ في المجروح يتيمم، رقم الحديث: ۳۳۷.

● سنن ابن ماجه، ص: ، كتاب الطهارة/ باب في المجروح تصيبه الجنابة فيخاف على نفسه إن اغتسل، رقم الحديث: ۵۷۲.

(٤) "قَتَلَهُمُ اللهُ، اللہ انھیں ہلاک کرے" یہ حکم تشدیداً ہے، تاکہ امت ایسے مسئلے بتانے سے احتراز کرے جو اسے معلوم نہ ہو کہ اس کا انجام بخیر نہیں۔ ۱۲ منہ

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ان نصوص میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ جو بات تمھیں معلوم نہ ہو وہ علما سے پوچھ لو تاکہ اس کے مطابق عمل کرو اور علما سے مسئلہ پوچھ کر اس کے مطابق عمل کرنا عرفاً تقلید کہلاتا ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

"ہر مسلمان بالبداہت (کھلے طور پر) جانتا ہے کہ اللہ عزوجل کے لیے اس پر کچھ فرض ہیں، کچھ حرام۔ کچھ حدیں ہیں، کچھ احکام۔ اور ان میں جو جاہل ہے وہ اپنے وجدان سے جانتا ہے کہ جاہل ہے، اور یہ کہ جب تک بتایا نہ جائے خود جان لینے سے عاجز ہے، اور خوب جانتا ہے کہ بے عمل کیے چھٹکارا نہیں اور بے علم، عمل کا یارا نہیں اور بے سیکھے علم نہ آئے گا، تو بداہتًہ اس کے ذہن میں خود آجائے گا کہ اس پر ایسے سے پوچھنا لازم ہے جو مسئلہ بتا کر ہدایت فرمائے اور بے شک یہ زمانۂ صحابۂ کرام سے لے کر آج تک برابر فرضیت نماز و دیگر فرائض کی طرح متواتر ہے۔ بلکہ وہ ہر انسان کی جبلی (فطری) بات ہے۔ خواہ وہ مومن ہو یا کافر۔ لہٰذا ہر گروہ کے عوام کو دیکھیے گا کہ اپنے یہاں کے اہل علم و دانش کے پاس آتے اور جنھیں اپنا طبیب سمجھتے ان سے مرض جہل کی دوا پوچھتے ہیں، اس لیے کہ وہ یقیناً اپنے دل سے جان رہے ہیں کہ ہم اسی طور پر اپنے فرض سے عہدہ برآ ہوں گے اور بلاشبہہ یہ تقلید ہی سے ہے، نہ کہ اجتہاد سے۔"(۱)

غرض یہ کتاب اللہ، سنت رسول اللہ اور انسانوں کے تواتر سب سے ثابت ہوتا ہے کہ جو بات معلوم نہ ہو، اسے اہل علم سے معلوم کر کے عمل کیا جائے اور یہی عرفِ مسلمین میں تقلید ہے جو دراصل کتاب و سنت کی اطاعت ہے۔

تیسری دلیل:

⑤ نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ أَطِيعُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُوا۟ ٱلرَّسُولَ وَأُو۟لِى ٱلْأَمْرِ مِنكُمْ ۖ(۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور اپنے اُولو الأمر کا۔

---

(۱) أطائب الصیّب علی أرض الطیّب مِن رسائل الفتاوی الرضویة، ج: ۱۱، ص: ۳۱۹، رضا اکادیمی۔

(۲) القرآن الحکیم، سورۃ النساء: ٤، الآیۃ: ٥٩

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اس آیت کریمہ میں اُولُو الأمْر سے مراد فقہاے مجتہدین ہیں، جیسا کہ سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔

تفسیر ابن کثیر میں ہے:

قال علي بن أبي طلحة عن ابن عباس : " وَ أُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ " يعني أهل الفقه والدين. و كذا قال مجاهد و عطاء و الحسن البصري و أبو العالية " وَ أُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ " يعني العلماء. والظاهرُ - والله أعلم- أنها عامّة في كل أولي الأمر من الأمراء ، والعلماء كما تقدّم.(۱)

ترجمہ: علی بن ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ "أولو الأمر" سے مراد فقہا و ائمۂ دین ہیں، یوں ہی مجاہد، عطا، حسن بصری اور ابو العالیہ سے منقول ہے کہ "اولو الامر" سے مراد علما ہیں اور ظاہر یہ ہے کہ یہ کلمہ تمام اصحابِ امر- حُکّام و علما- کو عام ہے جیسا کہ بیان ہو چکا۔

سُنن دارمی "باب الاقتداء بالعلماء" میں بھی اولو الامر سے مراد "اہل فقہ" کو ہی بتایا گیا ہے۔ اُمَرا کی اطاعت امورِ شرعیہ میں ماتحتوں پر واجب ہے۔ اور خود اُمَرا پر فقہا کی اطاعت واجب ہے۔ تو فقہا ان کے لیے بھی اولو الامر ہوئے۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس کے لیے یہ دعا فرمائی: کہ اے اللہ! ان کو دین کا فقیہ بنا، اور تفسیر قرآن کا علم عطا فرما۔

● عن ابن عباس قال: كانَ رسولُ الله -صلى الله تعالى عليه وسلم- في بيت ميمونة، فوضعتُ لَهُ وَضوء من الليلِ، فقالت له ميمونةُ: وَضَعَ لَكَ هذا عبدُ الله بن عباس، فقال: اللّٰهُمّ فقّهه في الدين و علّمه التأويل.(۲)

---

(۱) تفسير ابن كثير، ج: ۱، ص: ۵۱۸، دار المعرفة، بيروت.

(۲) ● مسند الإمام أحمد بن حنبل، ج: ۵ ص: ۲۱۵، رقم الحديث: ۳۱۰۲، مسندُ عبد الله بن عباس، مؤسسة الرسالة، بيروت. ● أيضاً، ج: ۴، ص: ۲۲۵، رقم: ۲۳۹۷، مؤسّسة الرسالة/ ● وأيضاً ص: ۲۲۶، مسند آل العباس/ مسند عبد الله بن عباس، رقم الحديث: ۲۳۹۷، بيت الأفكار.

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں تشریف فرما تھے، میں نے حضور کے وضو کے لیے پانی رکھا تو حضرت میمونہ نے سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بتایا کہ یہ پانی عبد اللہ بن عباس نے رکھا ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (خوش ہو کر) یہ دعا فرمائی: ''اے اللہ ابن عباس کو دین کا فقیہ اور تفسیر قرآن کا عالم بنا''۔

● عن ابن عباس قال: ضمّني رسولُ الله -صلى الله تعالى عليه وسلم- وقال: اَللّٰهُمّ علّمهُ الكتاب.(۱)

ترجمہ: حضرت ابن عباس نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے سینے سے لگا کر یہ دعا فرمائی: ''اللّٰهُم عَلِّمْهُ الْكِتَاب.'' اے اللہ! اسے کتاب (قرآن مقدس) کا علم عطا فرما۔

● عن ابن عباس، أن النّبي -صلى الله تعالى عليه وسلم- قال: ... ''اللّٰهُم فقِّهْهُ في الدِّينِ.'' (۲)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے حق میں یہ دعا فرمائی: اے اللہ اسے دین کا فقیہ بنا۔

تو آیت کریمہ کا مفہوم یہ ہوا کہ ایمان والوں پر اللہ کی اطاعت بھی واجب ہے اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور فقہا کی اطاعت بھی واجب ہے۔ اللہ عزّ و جل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت کا وجوب تو ظاہر ہے۔ اور فقہائے مجتہدین کی اطاعت ایسے امور میں واجب ہے جن کے احکام کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے صراحتاً ثابت نہیں، بلکہ انھیں فقہائے دین نے کتاب و سنت کے نصوص سے اجتہاد کر کے نکالا ہے، اسی کو ہم اہل حق اپنی بول چال میں تقلید کہتے ہیں، تاکہ براہ راست اور بواسطۂ مجتہد اتباع کتاب و سنت میں آسانی کے ساتھ امتیاز ہو سکے۔ مطلق سر کا مسح فرض ماننا کتاب اللہ کا اتباع براہ راست ہے اور چوتھائی سر کا مسح فرض ماننا یہ کتاب اللہ کا اتباع بواسطۂ مجتہد ہے اور یہ تقلید محض عرفاً ہے، کیوں کہ اللہ عزوجل کے حکم سے ان کی اطاعت کی جاتی ہے۔

---

(۱) صحيح البخاري، ج:۱،ص:۱۷، كتاب العلم/ باب قول النبي -صلى الله تعالى عليه وسلم-: اللّٰهُم علِّمه الكتاب، مجلس البركات، مبارك فور.

(۲) صحيح البخاري، ج:۱،ص:۲۶، كتاب الوضوء/ باب وضعِ الماء عند الخلاء، مجلس البركات، مبارك فور.

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

چوتھی دلیل:

اللہ عزّوجل ارشاد فرماتا ہے:

(۶) وَ لَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَ اِلٰٓى اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ (۱)

ترجمہ: اور اگر اس میں رسول اور اپنے اولوا الامر کی طرف رجوع کرتے تو ضرور وہ لوگ اس کی حقیقت جان لیتے جو ان میں سے استنباط کرتے ہیں۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ علم دو طرح کا ہے، **ایک** وہ جو بہ نصِ قرآن حاصل ہو، **دوسرا** وہ جو قرآن و حدیث سے استنباط کے ذریعہ حاصل ہو۔

ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ دینی امور میں ہر شخص کو دخل دینا جائز نہیں، بلکہ جو اہل ہو اسی کو استنباط کرنا چاہیے اور جو اس کا اہل نہ ہو اسے اہل کی طرف رجوع کرنا چاہیے قرآن پاک اسی کا حکم دیتا ہے۔

یہ اور اس نوع کی دوسری آیات کریمہ سے ثابت ہوا کہ ہر شخص نصوصِ قرآن و سنت سے احکام اخذ کرنے کا اہل نہیں اسی لیے اس پر فقیہ مجتہد کی اطاعت اور اس کی طرف رجوع لازم ہے۔

یہی وہ دلائل ہیں جن کی بنیاد پر ائمۂ مذاہبِ اربعہ کی تقلید کی جاتی ہے، اور یہ فی الواقع ان آیات قرآنیہ پر عمل اور اللہ عزّوجل کی اطاعت ہے۔

احادیث رسول اللہ سے تقلید عرفی کے وجوب کا ثبوت

احادیث نبویہ اور آثارِ صحابہ سے بھی تقلید کا جواز ثابت ہوتا ہے، دو احادیث، آیات سے استدلال کے ضمن میں گزر چکی ہیں، ساتھ ہی چار آیات بھی۔ اب چند احادیث مزید ذکر کرتے ہیں:

پانچویں دلیل:

(۷) عن ناسٍ من أصحاب معاذ من أهل حمص عن معاذ بن جبل أنّ رسول الله -صلّى الله تعالىٰ عليه وسلَّمَ- لـمَّـا بعثه إلى اليمن • قال: كيف تقضي إذا عرض لك قضاء؟ قال: أقضي بكتاب الله • قال: فإن لم تجد في كتاب الله، قال: فبسُنَّـة رسول الله -صلّى الله تعالىٰ عليه وسلَّمَ- • قال: فإن لم تجد في سُنَّـة رسول الله -صلى الله تعالىٰ عليه وسلَّمَ- • قال: أجتهد رأيي و لا آلو • قال: فضرب رسولُ الله على صدره و قال: الحمد لله الذي وفّق رسولَ رسولِ الله لما يرضىٰ به رسول الله.

(۱) القرآن الحكيم، سورة النساء: ٤، الآية: ٨٣.

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

رواه الترمذي و أبو داود و الدارمي.[1]

ترجمہ: حمص کے رہنے والے حضرت معاذ بن جبل کے کچھ اصحاب سے روایت ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب انھیں یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو ● دریافت کیا کہ تمھارے سامنے جب کوئی مقدمہ آئے گا تو فیصلہ کیسے کروگے؟ عرض کی: کتاب اللہ سے۔ ● سرکار نے پوچھا: کتاب اللہ میں حکم نہ ملے تو؟ عرض کی سنت رسول اللہ سے۔ ● سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اگر سنت رسول اللہ میں بھی تمھیں حکم نہ ملے تو کیا کروگے؟

عرض کی: اپنی طاقت بھر کوشش کر کے اپنی رائے سے کتاب و سنت سے اجتہاد کروں گا۔

وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ جواب سن کر ان کے سینے پر ضرب لگائی اور فرمایا:

"تمام تعریف اللہ کے لیے جس نے رسول اللہ کے مبعوث کو آپ کے پسندیدہ طریقے کی توفیق عطا فرمائی۔ یہ حدیث صحیح، مشہور، قابل حجت ہے۔"[2]

---

(۱) مشكاة المصابيح، ص: ۳۲٤، باب العمل في القضاء و الخوف منه/ الفصلُ الثاني، مجلس البركات، مبارك فور.

❀ جامع الترمذي، ج: ۱، ص: ۱۵۹، أبواب الأحكام عن رسول الله -صلّى الله تعالى عليه وسلّمَ-، باب ما جاء في القاضي كيف يقضي، مجلس البركات، مبارك فور.

❀ سنن أبي داود، ص: ۳۹۷، كتاب الأقضية/ باب اجتهاد الرائ في القضاء، بيت الأفكار.

❀ سنن الدارمي، ج: ۱، ص: ۲٦۷، كتابُ الفتيا وما فيه من الشدّة، دار المغني للنشر والتوزيع.

❀ السُنن الكبرى للإمام البيهقي، ج: ۱، ص: ۱۱٤، كتاب أداب القاضي/ بابُ ما يقضي به القاضي و يُفتي، مجلس دائرة المعارف، حيدر أباد.

(۲) اس حدیث کی صحت میں کلام ہے مگر راجح صحت ہے جیسا کہ امام ابن عبد البَر مالکی اور خطیب بغدادی کی یہ تصریحات شاہد ہیں:

امام ابن عبد البَر مالکی رحمۃ اللہ علیہ اپنی "شرح ترمذی" میں لکھتے ہیں:

(حديثُ معاذ في القياس) رواه أبو عيسىٰ عن شعبة، عن محمد بن عُبيد الله أبي عون الثقفي، عن الحارث بن عمر بن أخي المغيرة بن شعبة، عن أناس من أهل حمص، عن معاذ: وقال: ليس إسناده بمتصل.

(الإسناد) اختلف الناس في هذا الحديث: **فمنهم** من قال: إنه لا يصح، **ومنهم** من قال: هو صحيح و**الدِّين** (أي الحقُّ - ن) القول بصحّته، فإنه حديث مشهور يرو يه شعبة بن الحجاج، رواه عنه جماعة من الرفقاء والأئمة. منهم يحيى بن سعيد و عبد الله بن المبارك و أبو داود الطيالسي. والحارثُ ابن عمرو الهذلي: الذي يروي عنه وإن لم يعرف إلا بهذا الحديث فكفى برواية شعبة عنه و بكونه ابن أخ لِلمُغِيْرةِ بن شعبة فى التعديل له والتعر يف به- وغاية حظه في مرتبته أن يكون من الأفراد ولا يقدح ذلك فيه ولا (يقدح أن يكون) أحد من أصحاب معاذ مجهولا

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اس حدیث میں حضور سید عالم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نوپیدا مسائل میں اپنی رائے سے اجتہاد کی اجازت دی ہے اور ظاہر ہے کہ ان کے اجتہاد پر اہل یمن کا عمل و اتباع تقلید ہے، پھر یہ تقلید در اصل تقلید شخصی بھی ہے تو اس حدیث سے مطلق تقلید کا جواز بھی ثابت ہوا اور خاص تقلید شخصی کا جواز بھی۔

چھٹی دلیل:

⑧ مالك، عن ثور بن زيد الديلمي، أنَّ عمرَ بن الخطاب استشار في الخمر يشربها الرجل ، فقال عليٌّ بنُ أبي طالب: نرىٰ أن تجلده ثمانين، فإنه إذا شرب سكر و إذا سكر هذىٰ، و إذا هذىٰ افترى - أو كما قال- فجلد عمر في

ويجوز أن يكون فى الخبر إسقاط الأسماء عن جماعة ولا يدخله ذلك في حيز الجهالة، إنما يدخل في المجهولات إذا كان واحدا فيقال: حدثني رجلٌ حدثني إنسان ولا يكون الرجل للرجل صاحبا حتى يكون له به اختصاص فكيف وقد زيد تعريفا بهم أن أضيفوا إلى بلد وقد خرَّج البخاري الذي شرط الصحة في حديث عروة البارقي سمعتُ "الحيّ" يتحدّثون عن عروة ولم يكن ذلك الحديث في جملة المجهولات. وقال مالك في القسامة: أخبرني "رجال من كُبراء قومهٖ" وفي الصحيح عن الزهري حدّثني "رجال" عن أبي هريرة من صلّى على جنازة فله قيراط.
(الأصول) في مسائل (الأولى) لو اتفق على صحة هذا الحديث لم يكن ذلك أصلا في التعلق عند علمائنا الأصوليين في إثبات الاجتهاد لأن خبر الواحد على أصلهم لا تعلق به فيه ولكن أقول إنه ينضاف على أصلهم إلى غيره **فيكون مجموعها من باب التواتر المعنوي** كشجاعة أبي بكر الصديق وجُودهٖ بماله على الدين وفي مصالح المسلمين. (عارضة الأحوذي بشرح صحيح الترمذي، ج:٦،ص: ٧٢، ٧٣، ٧٤، أبواب الأحكام/ باب ما جاء في القاضي كيف يقضي، دار الكتب العلمية، بيروت . ● أيضاً : ج:٣، ص: ٣٠١، ٣٠٢، دار الفكر، بيروت)

خطیب بغدادی اس حدیث کی متعدد روایات اپنی کتاب "الفقيه و المتفقه" میں نقل کر کے لکھتے ہیں:

فإن اعترض المخالف بأن قال: لا يصح هذا الخبر، لأنه يروى عن أناس من أهل حمص لم يسمّوا فهم مجاهيل، فالجواب: أن قولَ الحارث بن عمرو (عن أناس من أهل حمص من أصحاب معاذ)؛ يدل على شهرة الحديث، وكثرة رُواتهٖ، وقد عرف فضل معاذ وزهده، والظاهر من حال أصحابهٖ الدين والثقة والزهدُ و الصلاحُ، وقد قيلَ: إن عبادة بن نسي رواه عن عبد الرحمن بن غنم، عن معاذ ، وهذا إسناد متصل، ورجاله معروفون بالثقة، على أنّ أهل العلم قد تقبّلوه واحتجوا به، فوقفنا بذلك على صحته عندهم. (كتاب الفقيه والمتفقه، ج:١،ص: ٤٧٢ ، باب القول فى الاحتجاج لصحيح القياس ولزوم العمل به ، دار ابن العربي للنشر والتوزيع، المملكة العربية.)

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

الخمر ثمانين.[1]

ترجمہ: امام مالک نے ثور بن زید دیلمی سے روایت کی کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خمر کے متعلق صحابہ سے مشورہ کیا، حضرت علی نے فرمایا کہ میری رائے یہ ہے کہ اسے ۸۰/ کوڑے مارے جائیں، کیوں کہ جب پیے گا نشہ ہوگا اور جب نشہ ہوگا بیہودہ بکے گا اور افترا کرے گا، لہذا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۸۰/ کوڑے لگوائے۔

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اجتہاد کو حاضرین صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے تسلیم کیا تو یہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقلید ہوئی پھر خلیفۃ المسلمین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے ایک شرعی منشور کی حیثیت سے نافذ کیا جو بلا انکار نکیر قبول کیا گیا تو اس پر صحابہ کرام کا اجماع بھی ہوا۔

ساتویں دلیل:

⑨ عن عِكرمة: أنّ أهل المدينة سألوا ابنَ عباس عن امرأةٍ طافت ثمّ حاضت. قال لهم: تنفر. قالوا: لانأخذ بقولك و ندعُ قول زيد، قال: إذا قَدِمْتم المدينة فاسئلوا، فقدموا المدينة فكان في من سألوا أم سُلَيم فذكرت حديث صفية.[2]

ترجمہ: عکرمہ بیان کرتے ہیں کہ اہل مدینہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ سوال کیا کہ جس عورت نے طواف زیارت کر لیا ہو پھر اس کو حیض آجائے۔ (تو کیا وہ طواف وداع کیے بغیر جا سکتی ہے؟) حضرت ابن عباس نے فرمایا: جا سکتی ہے۔

اہل مدینہ نے کہا: ہم آپ کے قول کی وجہ سے حضرت زید بن ثابت کے قول کو ترک نہیں کریں گے۔ (حضرت زید کہتے تھے کہ وہ طواف وداع کیے بغیر نہیں جا سکتی)۔

حضرت ابن عباس نے فرمایا: جب تم مدینہ جاؤ تو اس مسئلہ کی تحقیق کر لینا۔ جب وہ مدینہ گئے تو اس مسئلے کی تحقیق کی اور حضرت ام سُلیم سے بھی پوچھا انھوں نے حضرت صفیہ کی یہ حدیث بیان کی۔ (کہ ایسی صورت میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت صَفیہ کو طوافِ وداع کیے بغیر جانے کی

(۱) الموطا للإمام مالك، ص: ٤٧١، كتاب الأشربة/ باب الحد في شرب الخمر، المكتبة العصرية، بيروت.

(۲) صحيح البخاري، ج: ١، ص: ٢٣٧، كتاب المناسك/ باب إذا حاضتِ المرأة بعد ما أفاضت، مجلس البركات، مبارك فور.

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اجازت دی تھی)۔

جب اہل مدینہ کو حضرت صفیہ کی حدیث مل گئی تو انھوں نے حضرت ابن عباس کے پاس جاکر حق کا اعتراف کرلیا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

فرجعوا إلى ابن عباس فقالوا: وجدنا الحديث كما حدثتنا.(۱)

ترجمہ: پھر اہل مدینہ حضرت ابن عباس کے پاس گئے اور کہا جس طرح آپ نے ہم کو حدیث سنائی تھی ہمیں اسی طرح حدیث مل گئی۔ وہ حدیث یوں ہے:

(۱۰) عن عائشة أن صفيّة بنت حُييّ زوج النبي -صلى الله تعالىٰ عليه وسلَّمَ- حاضت، فذكر ذلك لرسول الله -صلى الله تعالى عليه وسلَّمَ- فقال: أحَابِستُنا هي، قالوا: إنّها قد أفاضت، قال: فلا إذن.(۲)

ترجمہ: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ زوجہ نبی اکرم حضرت صفیہ بنت حُیی کو (موسم حج میں) حیض آگیا، اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہوا، تو آپ نے فرمایا کہ کیا صفیہ ہمیں (سفر سے) روک دے گی؟ حاضرین نے عرض کیا: حضور! یہ طواف زیارت کرچکی ہیں۔ تو سرکار نے فرمایا کہ: تب تو سفر میں کوئی بات نہیں۔

اس حدیث سے عیاں ہوتا ہے کہ اہل مدینہ حدیث رسول پر اطلاع سے پہلے تک حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ - جو فقہاے صحابہ سے تھے - کے قول پر عمل کرتے تھے اور فقیہ مجتہد کے اجتہاد پر عمل ہمارے عرف میں "تقلید" سے عبارت ہے۔

حدیث پر اطلاع سے پہلے تک "اجتہاد پر عمل" سے چارہ نہ تھا اس لیے ان حضرات نے تقلید کی اور جب حدیث رسول مل گئی تو اسے اختیار کرلیا کہ حدیث صحیح ملنے کے بعد خود مجتہد کا مذہب وہی حدیث ہوجاتی ہے۔(۳)

---

(۱) فتح الباري شرح صحيح البخاري، ج: ۳، ص: ۵۸۸، كتاب الحج، دارُ الفكر، بيروت.

(۲) صحيح البخاري، ج: ۱، ص: ۲۳۷، كتاب المناسك/ باب إذا حاضت المرأة بعد ما أفاضت، مجلس البركات، مبارك فور.

(۳) اس مسئلے کی کامل تحقیق امام اہل سنت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب "الفضل الموهبي في معنى "إذا صحّ الحديثُ فهوَ مذهبي" میں ہے۔ یہ کتاب فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۱ (مطبوعہ: امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی) میں شامل اشاعت ہے۔ منہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

آٹھویں دلیل:

(۱۱) حدثنا أبو قيس، قال: سمعت هُزَيلَ بن شُرَحْبِيْلَ، يقول: سُئل أبو موسى عن اِبنَةٍ وابنَةِ ابن وأخت-فقال: للابنة النِّصف و للأخت النصف- وائتِ ابنَ مسعود فسيُتابِعُني، فسَئِل ابنُ مسعود وأُخبر بقول أبي موسى.

فقال: لقد ضللتُ إذن وما أنا من المهتدين-أقضي فيها بما قضى النّبي -صلى الله تعالى عليه وسلم-: للابنة النصف، ولابنة الابن السُّدس (تكملةَ لثُلُثَين)، وما بقي فللأخت.

فأتينا أبا موسىٰ، فأخبرناه بقول ابن مسعود، فقال: "لا تسئلوني مادام هذا الحِبر فيكم." (۱)

ترجمہ: ہزیل بن شُرحبیل کہتے ہیں کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال ہوا کہ بیٹی، پوتی اور بہن کا حصہ کیا ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ بیٹی اور بہن دونوں کے لیے نصف نصف ہے۔ (آپ نے پوتی کو محروم کر دیا) اور تم حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں جاؤ، وہ بھی میری موافقت کریں گے۔ تو حضرت عبد اللہ بن مسعود کی خدمت میں بھی وہ سوال پیش ہوا اور ساتھ ہی حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جواب بھی بتا دیا گیا۔

یہ سن کر حضرت عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا کہ میں نے ان کی موافقت کی تو گمراہ ہو جاؤں گا اور ہدایت یاب نہ رہوں گا، میں اس قضیہ کے بارے میں وہ فیصلہ کرتا ہوں جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ بیٹی کے لیے باپ کے ترکے سے نصف ہے اور پوتی کے لیے چھٹا حصہ، تاکہ بیٹیوں کا دو تہائی مکمل ہو جائے، بقیہ ترکہ بہن کا ہے۔

پھر ہم لوگ حضرت ابو موسیٰ اشعری کے پاس آئے اور حضرت عبد اللہ بن مسعود کا جواب انھیں بتایا تو انھوں نے فرمایا کہ **"جب تک یہ فقیہ متبحر تمھارے درمیان موجود ہے تم لوگ مجھ سے مسئلہ نہ دریافت کرو۔"**

مسند احمد بن حنبل کے الفاظ یہ ہیں:

---

(۱) صحيح البخاري، ج:۲، ص: ۹۹۷، كتاب الفرائض/ باب ميراث ابنَةِ ابن مع اِبنَةٍ، مجلس البركات، مبارك فور.

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فقال أبو موسىٰ: لا تسئلوني عن شيء ما دام هذا الحِبر بين أظهركم.[1]

ترجمہ: جب تک یہ فقیہ ماہر تمھارے درمیان موجود ہے مجھ سے کسی بھی چیز کے بارے میں مت دریافت کرنا۔

اور مسند ابوداؤد طیالسی کے الفاظ یہ ہیں:

فقال: لا تسألونا عن شيء ما دام هذا الحبر فيكم.[2]

ترجمہ: ہم صحابہ سے تم لوگ کسی چیز کے بارے میں دریافت نہ کرنا جب تک یہ عالم تبحر تمھارے درمیان موجود ہے۔

نویں دلیل:

⑫ عن يحيي بن سعيد، أنِ رجلاً سأل أبا موسى الأشعري، فقال: إني مصصتُ من امرأتي من ثديها لبنا، فذهب في بطني، فقال: أبو موسىٰ: لا أراها إلا قد حرمت عليك.

فقال عبد الله بن مسعود: انظر، مَاذَا تفتي به الرجل؟ فقال أبو موسى: فما تقول أنت؟ فقال عبد الله بن مسعود: لا رضاعة إلّا ما كان في الحولين.

فقال أبو موسىٰ: لا تسألوني عن شيء ما كان هذا الحبر بين أظهركم.[3]

ترجمہ: یحیٰ بن سعید سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ میں نے اپنی بیوی کی پستان سے دودھ چوس لیا اور وہ میرے شکم میں چلا گیا ہے؟

تو حضرت ابو موسیٰ اشعری نے فرمایا کہ میری رائے تو یہی ہے کہ وہ تجھ پر حرام ہوگئی۔

---

(۱) مسند الإمام أحمد بن حنبل، ص: ۳۷۰، مسند المكثرين/ مسند عبد الله بن مسعود، بيت الأفكار الدولية، الرياض.

(۲) مسند أبي داود الطيالسي (المتوفى: ۲۰٤هـ) ج:۱، ص: ۲۹۲/ ما أسند عبد الله بن مسعود -رضي الله تعالى عنه- دار هجر.

(۳) ● الموطأ للإمام مالك بن أنس (المتوفى: ۱۷۹هـ) برواية يحيىٰ، ج:۲، ص: ۱۲۵، ۱۲٦، كتاب الرضاع/ باب ما جاء في الرضاعة بعد الكبر، دارُ الغرب الإسلامي.

● والسُّنن الكبرىٰ للبيهقي، ج:۷، ص: ٤٦۲، كتابُ الرضاع / باب ما جاء في تحديد ذلك بالحولين، دائرة المعارف العثمانية، حيدرآباد.

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اس پر حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم غور کرلو کہ اس آدمی کو کیا فتویٰ دے رہے ہو؟

تو حضرت ابو موسیٰ اشعری نے پوچھا کہ آپ کیا فرماتے ہیں؟ تو حضرت عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا کہ رضاعت صرف دو سال تک ہے۔ (یعنی حرمت کا ثبوت صرف دو سال کی عمر تک رضاعت سے ہوتا ہے۔ نظام)

تو حضرت ابو موسیٰ اشعری نے فرمایا کہ جب تک یہ حبر الامت تمھارے درمیان تشریف فرما ہیں مجھ سے کسی قضیہ کا حکم مت پوچھنا۔

امام طبرانی کی معجم کبیر میں یہ الفاظ منقول ہیں:

لا تسئلوني عن شيء ما دَام هذا الحبر بين ظهرانيكم. (۱)

معجم کبیر کی دوسری روایت میں ہے:

لا تسئلونا عن شيء ما قام هذا الحبر بين أظهرنا من أصحاب رسول الله -صلى الله تعالى عليه وسلم-. (۲)

ترجمہ: جب تک یہ فقیہ جلیل الشان یا یہ صحابیِ رسول ہمارے، تمھارے درمیان قیام فرما ہیں مجھ سے یا ہم اصحابِ رسول سے کسی بھی چیز کے بارے میں سوال مت کرو۔

دسویں دلیل:

(۱۴) عن قتادة، عن زرارة، أنّ سعد بن هشام بن عامر... أتى ابنَ عباس، فسئله عن وتر رسول الله -صلّى الله تعالىٰ عليه وسلّمَ-.

فقال ابنُ عباس: ألا أدلُّك على أعْلمِ أهل الأرض بوتر رسول الله -صلى الله تعالى عليه وسلم-؟ قال: مَن؟ قال: عائشة، فأتِها، فسلها، ثم ائتني، فأخبِرني بردِّها عليك، فانطَلقْتُ إليها، ... قال: فانطلقتُ إلى ابن عباس، فحدّثته بحديثها فقال: صدقت. -الحديث-. (۳)

(۱) المعجم الكبير للطبراني، ج:۹، ص: ۹۲/ عبد الله بن مسعود الهذلي، قاهرة.

(۲) المعجم الكبير للطبراني، ج:۹، ص: ۹۲/ عبد الله بن مسعود الهذلي، قاهرة.

(۳) الصحيح لمسلم، ج:۱، ص:۲۵۵، ۲۵۶، باب صلاة الليل، مجلس البركات.

MUHAMMAD RIZWAN (EKBERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ترجمہ: قتادہ، زرارہ سے روایت کرتے ہیں کہ سعد بن ہشام بن عامر حضرت ابن عباس کے پاس آئے تو حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں اس ہستی کا پتہ نہ بتاؤں جو رسول اللہ ﷺ کے وتر کے بارے میں روے زمین کی سب سے بڑی عالم ہے؟

انھوں نے پوچھا کہ یہ کون سی ہستی ہے؟ فرمایا: ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ تم ان کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ سوال پیش کرو، اور وہ جو جواب ارشاد فرمائیں مجھے بھی آکر بتاؤ... سعد بن ہشام کہتے ہیں کہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا... اور انھوں نے جواب میں جو حدیث سنائی اسے ابن عباس کی خدمت میں حاضر ہو کر بتایا، تو انھوں نے حضرت عائشہ کی تصدیق کی۔

گیارہویں دلیل:

⑭ عن قيس بن أبي حازم، قال: جاء رجلٌ إلىٰ معاوية فسئَله عن مسئلة، فقال: سل عنها عليَّ بن أبي طالب، فهو أعلمُ، فقال: يا أمير المومنين جوابك فيها أحبُّ إليَّ من جوابِ عليّ.

فقال: بئسَ ماقلتَ ولؤم ما جئت، لقد كرهتَ رجلا كان رسولُ الله – صلى الله تعالى عليه وسلَّمَ – يعزه بالعلم عزّا، ولقد قال له رسول الله –صلى الله تعالى عليه وسلَّمَ–: أنت منّي بمنزلة هارون من موسى غير أنه لا نبي بعدي.

وكان عمر إذا أشكل عليه شيء يأخذ منه.[1]

ترجمہ: قیس بن ابو حازم بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کوئی مسئلہ دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا: تم اس کے بارے میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کرو کہ وہ زیادہ علم والے ہیں، تو اس شخص نے کہا اے امیر المومنین! آپ کا جواب میری نگاہ میں حضرت علی کے جواب سے زیادہ محبوب ہے۔

تو حضرت امیر معاویہ نے فرمایا کہ تم نے بہت بری بات کہی اور قابلِ ملامت خیال ظاہر کیا، تم نے ایسے عظیم انسان سے ناگواری ظاہر کی ہے جس کے علم کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ اس کی عزت فرماتے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا "تم کو مجھ سے وہ نسبت ہے جو حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کو

---

(۱) كتاب فضائل الصحابة للإمام أحمد بن حنبل، ص: ٦٧٥.

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے اِلّا یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں" اور امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہ میں جب کوئی مسئلہ مشتبہ ہوجاتا تو حضرت علی سے اس کے بارے میں معلومات حاصل کرتے۔

ان احادیث سے یہ معلوم ہوا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کتاب وسنت اور فقہ واجتہاد کے بہت بڑے عالم تھے اس لیے حضرت ابو موسیٰ اشعری نے حضرت عبد اللہ بن مسعود سے اور حضرت امیر معاویہ نے حضرت علی سے رجوع کا حکم دیا اور رجوع کا یہ حکم میری نگاہ میں وجوبی ولازمی تھا کیوں کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری کو جب اپنے جواب کی غلطی کا احساس ہوا تب انھوں نے فرمایا تھا: "لا تسئلوني ما دام هذا الحبر فيكم." [۱]

اپنے جواب کی غلطی کا احساس ہونے پر فقیہ متبحر کی طرف رجوع کا حکم وجوبی ہی ہونا چاہیے جیسا کہ آیت کریمہ: "فَسْـَٔلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ" [۲] کا یہی تقاضا ہے۔

اور حضرت امیر معاویہ کو حکم شرعی کا صحیح جزم واتقان ہوتا تو حضرت علی کی طرف رجوع کا حکم نہ دیتے آخر وہ تمام مسائل بارگاہ مرتضوی میں تو نہیں بھیجتے تھے اس لیے یہ بھی وجوب کا ہی متقاضی ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وتر کے بارے میں علم تھا اسی لیے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جواب سن کر انھوں نے "صَدقتْ" فرمایا یعنی انھوں نے سچ مسئلہ بیان فرمایا، مگر چوں کہ وہ اعلم تھیں اس لیے انھوں نے ان کی طرف رجوع کا حکم دیا تو وہ حکم استحبابی ہوا۔

الغرض ● حضرت ابو موسی اشعری ● اور حضرت امیر معاویہ ● اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان احادیث میں اعلم کی طرف رجوع کا حکم دے کر در اصل تقلید شخصی کا حکم دیا ہے۔ اب جہاں رجوع کا حکم وجوبی ہوگا وہاں تقلید شخصی واجب ہوگی اور جہاں استحبابی ہوگا وہاں تقلید شخصی مستحب ہوگی۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد اقدس "عليكم بسُنَّتي وسنَّة الخلفاء الراشدين." [۳]

(۱) صحيح البخاري، ج:۲، ص:۹۹۷، كتاب الفرائض / باب ميراث ابنة ابن مع ابنة، مجلس البركات، مبارك فور.

(۲) القرآن الحكيم، سورة النحل: ۱٦، الآية: ۴۳.

(۳) ● ترجمہ: تم پر لازم ہے میری سنت کی پیروی اور خلفاے راشدین کی سنت کی پیروی۔

● سنن ابن ماجه، ص:۱۷، المقدمة، باب اتباع سنة الخلفاء الراشدين المهديين، دار إحياء التراث العربي، بيروت، لبنان.

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کا حکم وجوبی، لازمی اسی لیے صادر فرمایا ہے کہ آپ اَعلمُ الخلائق ہیں لہذا آپ کی سنت کی پیروی کی جائے اور آپ کے بعد آپ کے خلفاے راشدین۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق، حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم، حضرت سیدنا عثمان غنی اور حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ساری امت میں سب سے زیادہ اعلم ہیں اور یہ حضرات اپنی ترتیب خلافت کے لحاظ سے اپنے اپنے عہد خلافت میں اَعلمُ الاصحاب تھے اس لیے ان کے فرمان خصوصی اور طریقہ مرضیہ کی پیروی اتباع سنت بھی ہے اور غیر مجتہد صحابہ کے حق میں تقلید بھی، جو بلاشبہہ تقلید شخصی سے ہی عبارت ہے۔

تقلید عرفی کی بنیاد دلیل شرعی پر ہوتی ہے جب کہ تقلید حقیقی بے دلیل، اندھی تقلید ہوتی ہے:

کفار و مشرکین امور کفر و شرک میں اپنے آباو اجداد کی اندھی تقلید کرتے ہیں ان کے پاس اس کے لیے شرع کی کوئی روشنی نہیں ہوتی، اس کے برخلاف اہل اسلام فقہی فروعی امور میں اپنے مجتہد کی تقلید دلیلِ شرعی کی بنیاد پر کرتے ہیں جس کے انوار سے حق روشن و تاباں نظر آتا ہے، اس کی تشریح مختصراً یہ ہے کہ

دلائل شرعیہ دو طرح کے ہیں:

اجمالیہ، تفصیلیہ

تفصیلی دلائل سے مراد جزئی دلائل ہوتے ہیں۔ ان میں ایک ایک حکم پر الگ الگ دلالت ہوتی ہے، جیسے چوتھائی سر کے مسح کے وجوب کی دلیل حدیثِ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔

اور اجمالی دلائل سے مراد کلی دلائل ہوتے ہیں۔ یہ دلائل تنہا تنہا کثیر احکام پر ایک ساتھ دلالت کرتے ہیں۔ جیسے:

- "اَطِیْعُوا اللّٰهَ" حکم مانو اللہ کا۔
- وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ۔ حکم مانو رسول کا اور اولوالامر یعنی فقہا کا۔
- فَسْـٴَـلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اہل علم سے پوچھو۔
- یہ دلائل کُلّی ہیں جن کا تعلق کثیر احکام سے ہوتا ہے۔ تفصیلیہ کا علم مجتہد کو ہوتا ہے اور وہی ان کے جاننے کا مکلف ہے، اور دلائلِ اجمالیہ کا علم مقلد کو بھی ہوتا ہے اور انھی دلائلِ اجمالیہ کی بنیاد پر

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

وہ اپنے امام مجتہد کی تقلید کرتا ہے۔

یہاں سے یہ امر بھی عیاں ہو گیا کہ تقلید کی تعریف میں "عمل بغیر دلیل" کے لفظ سے فقہا کی مراد "دلیل تفصیلی" ہوتی ہے یعنی مجتہد کی دلیل جزئی، تفصیلی کے علم کے بغیر وہ اس کے قول پر عمل کرے۔ یہ ہرگز مراد نہیں کہ اس کے پاس قطعاً کوئی دلیل نہیں، نہ تفصیلی، نہ اجمالی۔ کیوں کہ دلیل اجمالی، بلکہ دلائل اجمالیہ کا علم اسے قطعاً ہوتا ہے، جن کے چند نمونے اوپر مذکور ہوئے۔

فتاویٰ رضویہ کے ایک اقتباس سے تنویر و توضیح:

ہم یہاں اس حقیقت کو واشگاف کرنے کے لیے فتاویٰ رضویہ "رسالہ اجلی الاعلام" کا ایک اقتباس پیش کرتے ہیں جس کا تعلق مسلم الثبوت "بحثِ تقلید" کی ایک عبارت کی شرح سے ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قُدّس سرّہ رقم طراز ہیں:

● (التقليدُ) الحقيقي هو (العملُ بقول الغير من غير حُجّةٍ) أصلا (كأخذ العامي) مِن مِثله و هذا بالإجماع، إذ ليس قول العامي حجة أصلًا، لا لنفسهِ و لا لغيرهِ (و) كذا أخذ (المجتهد من مثله) علىٰ مذهبِ الجمهور من عدم جواز تقليد المجتهد مجتهدًا آخر.

و ذلك لأنه لما كان قادرًا على الأخذ عن الأصل فالحجّةُ في حقّهِ هو الأصل و عدولُه عنه إلى ظنِّ مثلهِ عدولٌ إلى ما ليس حجة في حقّهِ فيكون تقليدًا حقيقيًا، فالضمير في "مثلهِ" إلىٰ كلٍ من العامي و المجتهد، لا إلى المجتهد خاصةً.

● و إذا عرفت أن التقليدَ الحقيقيَّ يعتمد انتفاء الحجّة رأسًا (فالرجوعُ إلى النّبي -صلى الله تعالى عليه وسلم- أو إلى الإجماع) و إن لم نعرف دليلَ ما قاله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم أو قاله أهلُ الإجماع تفصيلًا (ليس منه) أي من التقليد الحقيقي لوجود الحجّة الشرعيّة، و لو إجمالًا (و كذا) رجوع (العامي) من ليس مجتهدًا (إلى المفتي) و هو المجتهد (و) رجوع (القاضي إلى) الشّهود (العدول) و أخذهما بقولهم ليس من التقليد في شيء، لا نفس الرجوع و لا العمل بعده (لإيجاب النّص) ذلك الرجوعَ والعملَ (عليهما) فيكون العملُ بحجّة و لو إجمالية كما عرفت. هذا هو حقيقة التقليد.

(و لكن العرف) مضى (على أن العامي مقلد للمجتهد) فجعل عمله بقوله من دون معرفة دليله التفصيلي تقليدًا لهٗ و إن كان إنَّما يرجع إليه لأنَّه مأمور شرعًا

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بالرجوع إليه، و الأخذ بقوله فكان عن حجّة لا بغيرها، و هذا اصطلاح خاص بهذه الصورة فالعمل بقول النبي -صلى الله تعالىٰ عليه وسلم- و بقول أهل الإجماع لا يسمّيه العُرف أيضًا تقليدًا.(۱)

ترجمہ: "تقلید حقیقی" یہ ہے کہ غیر کے قول پر کسی بھی طرح کی دلیل کے بغیر عمل کیا جائے، جیسے کوئی عامی اپنے جیسے عامی کی تقلید کرے، یہ تو بالا جماع تقلید حقیقی ہے، کیوں کہ عامی کا قول اس کے لیے، یا کسی کے لیے بھی بالکل حجت نہیں، یوں ہی مجتہد کا اپنے جیسے کسی مجتہد کے قول کو اختیار کرنا بھی مذہب جمہور پر تقلید حقیقی ہے، جمہور کا مذہب یہ ہے کہ مجتہد کو دوسرے مجتہد کی تقلید جائز نہیں، کیوں کہ جب وہ اصل کتاب و سنت سے اخذ احکام پر قادر ہے تو اس کے حق میں حجت وہی اصل ہے اور اسے چھوڑ کر اپنے ہی جیسے دوسرے کے ظن کی طرف رجوع اس کے لیے حجت نہیں، اس لیے یہ تقلید حقیقی ہے، یہاں سے معلوم ہوا کہ مسلم الثبوت کے قول "مثلہ" میں ضمیر "ہ" کا مرجع عامی بھی ہے اور مجتہد بھی، خاص مجتہد ہی اس کا مرجع نہیں ہے۔

اور جب یہ بات معلوم ہو گئی کہ تقلید حقیقی میں مقلد کے پاس بالکل کسی بھی طرح کی دلیل نہیں ہوتی اور وہ بے دلیل ہی اعتماد کر کے کسی کا پیرو بن جاتا ہے۔ تو واضح ہو گیا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اہل اجماع کی طرف رجوع تقلید حقیقی نہیں، کیوں کہ یہاں حجتِ شرعیہ (قولِ رسول و قولِ اجماع) اجمالی طور پر موجود ہے گو کہ ہمیں قولِ رسول اور قولِ اہلِ اجماع کی دلیل جزئی نہیں معلوم ہے۔

یوں ہی عامی غیر مجتہد کا فقیہِ مجتہد کی طرف رجوع اور قاضیِ شریعت کا عادل گواہوں کی طرف رجوع اور ان کا مفتی اور گواہوں کے قول پر عمل تقلید نہیں ہے، نہ تو رجوع تقلید ہے اور نہ ہی اس کے بعد کے عمل کا اس سے کوئی علاقہ ہے، کیوں کہ نصِ شارع نے یہ رجوع، پھر عمل ان پر واجب فرما دیا ہے، تو یہ عمل دلیل شرعی پر ہوا، گو کہ یہ دلیل جزئی نہیں، اجمالی ہے، یہ ہے تقلید کی حقیقت (یعنی دلیل شرعی کلی پر عمل) لیکن عرفاً اسے تقلید اور عامی کو مجتہد کا مقلد کہا جاتا ہے، کیوں کہ اسے مجتہد کی دلیلِ جزئی تفصیلی کا عرفان نہیں حاصل ہوتا، حالاں کہ وہ مجتہد کی طرف رجوع اس لیے کرتا ہے کہ شریعت نے اسے اس کی طرف رجوع اور اس کے قول پر عمل کا حکم دیا ہے، تو یہ عمل و رجوع دلیل کی بنا پر ہے، بلا

---

(۱) الفتاوى الرضوية، ج: ۱، ص: ۳۸۴، كتاب الطهارة/ باب المياه/ رساله: "أجلى الإعلام أن الفتوى مطلقاً على قول الإمام" رضا اکادیمی۔

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

دلیل نہیں اور یہ اصطلاح اسی صورت کے ساتھ خاص ہے، کیوں کہ نبی کریم ﷺ کے ارشاد اور اہلِ اجماع کے قول پر عمل کو عرفِ شرع میں تقلید نہیں کہا جاتا۔

اس اقتباس سے یہ امر روز روشن کی طرح عیاں ہو گیا کہ مقلد کتاب و سنت کے دلائلِ اجمالیہ، کُلّیہ کی روشنی میں اپنے امام مجتہد کی تقلید کرتا ہے، جو محض عرفاً تقلید ہے، اور شرعاً وہ تقلید نہیں بلکہ کتاب و سنت کا اتباع اور اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت ہے۔

ہاں اگر عام آدمی اپنے جیسے عام آدمی کی تقلید کرے جیسے غیر مقلد عوام اپنے مولویوں کی تقلید کرتے ہیں تو یہ تقلیدِ حقیقی ہے اور یہی حرام ہے کیوں کہ یہ مولوی مجتہد نہیں ہوتے، بلکہ اجتہاد کے مقام سے بہت دور ہوتے ہیں، اس لیے وہ بھی عامی ہوئے گو وہ اپنے منھ سے کچھ بھی دعویٰ کریں۔

واضح ہو کہ تقلیدِ حقیقی امورِ حرام میں حرام اور امور شرک میں شرک ہے اور اسی کو ہم "اندھی تقلید" سے موسوم کرتے ہیں کیوں کہ یہاں مقلد کے پاس دلیل شرعی و عقلی کی روشنی نہیں ہوتی بلکہ خالص جہل کی تاریکی ہوتی ہے۔

اس تشریح کے بعد یہ امر بخوبی عیاں ہو جاتا ہے کہ "تقلید عُرفی" در اصل اجتہادی امور میں کتاب و سنت کی اطاعت ہے اور اسے شرک یا حرام کہنا کتاب و سنت سے کھلا ہوا انحراف ہے جو حضراتِ وہابیہ کے ہی شایانِ شان ہے۔

تقلید اور مقلدین کے بارے میں وہابیہ کا موقف:

اب ذرا تقلید اور مقلدین کے بارے میں وہابیہ کا موقف ملاحظہ فرمایئے، ان کے شیخ الکل میاں نذیر حسین دہلوی لکھتے ہیں:

"باقی رہی "تقلید وقتِ لاعلمی" سو یہ چار قسم ہے....

قسم ثالث: حرام و بدعت ہے، اور وہ تقلید ہے بطور تعیین کے، بزعم وجوب کے، برخلاف قسم ثانی کے۔

قسم رابع: شرک ہے۔ اور وہ ایسی تقلید ہے کہ وقت لاعلمی کے مقلد نے ایک مجتہد کا اتباع کیا، پھر اس کو حدیث صحیح، غیر منسوخ، غیر معارض، مخالف مذہب اس مجتہد کے مثلاً معلوم ہوئی تو اب وہ مقلد بدستاویزان عذرات کے جن سے سابقاً بخوبی جواب دیا گیا ہے، یا تو حدیث کو قبول ہی نہیں کرتا، اور

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

Ataunnabi.com

یا اس میں بدون سبب کے تاویل و تحریف کر کے اس حدیث کو، طرف قول امام کے لے جاتا ہے۔
غرض کہ وہ مقلّد، مذہب اپنے امام کا نہیں چھوڑتا۔

سوان قسموں سے قسم اول اور ثانی تو محتاج اثبات کی نہیں، کیوں کہ ان دونوں کو فریقین تسلیم کرتے ہیں، لیکن قسم ثالث اور رابع بے شک معرکہ آرا اور محطِ انظار ہے۔

تقلید کے شرک ہونے پر وہابی دلیل:

قسم رابع کو اس مقام پر مدلل کیا جاتا ہے۔

تو واضح ہو جائے کہ شرک ہونے پر ایسی تقلید کے، آیاتِ قرآنی اور احادیثِ نبوی بہت سی دال ہیں، اور بہت علما نے ان آیات اور احادیث سے شرک ہونا ایسی تقلید کا ثابت کیا ہے۔ پس نقل کر دینا اقاویل ان علما کا جن میں وہ آیات اور احادیث موجود ہیں مستغنی ہے، آیات کے ذکر کرنے سے علاحدہ،

تو سنو کہ تفسیر نیشا پوری میں، ضمن اس آیت: (اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ.)(۱) کے مذکور ہے کہ یہ مراد نہیں کہ "یہود و نصاریٰ نے اپنے علما اور درویشوں کو خدا ٹھہرایا تھا، بلکہ مراد یہ ہے کہ اطاعت انھوں نے اپنے علما اور درویشوں کی، بر خلاف حکم، خدائے تعالیٰ اور رسول کے، کی تھی۔"(۲)

وہابی دلیل کا محاسبہ متعدّد جہات سے:

شیخ الکل نے تقلید کی چار قسمیں کر کے پہلی اور دوسری قسم کی اجازت دی ہے، حالاں کہ ہم اسے تقلید نہیں، تقلید سے آزادی سمجھتے ہیں۔ اس لیے اس سے یہ دھوکا نہیں ہونا چاہیے کہ وہ تقلید کو جائز قرار دیتے ہیں۔

ہم لوگ تقلید شخصی کے قائل ہیں اس کو یہ حرام و بدعت قرار دیتے ہیں اور ہم۔ الحمد للہ۔ گزشتہ صفحات میں دلائل کتاب و سنت سے اس کا جواز اور وجوب ثابت کر چکے ہیں۔

یہ تقلید کی چوتھی قسم کو شرک کہتے ہیں، اور وجہ بتاتے ہیں کہ:

"مقلد نے لاعلمی کے وقت مجتہد کا اتباع کیا، پھر اس کو حدیث صحیح، غیر منسوخ، غیر معارض اس مجتہد

(۱) القرآن الحکیم، سورۃ التّوبۃ:۹، الأیۃ: ۳۱.
ترجمہ: یہود و نصاریٰ نے اپنے اَحبار اور راہبوں کو **اللہ کے سوا اپنا رب بنا لیا۔**

(۲) معیار الحق فی تنقید تنویر الحق، ص: ۸۰، ۸۱، أقسام التقلید، جامعۃ تعلیم القرآن والحدیث، سیالکوٹ.

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کے مذہب کے خلاف معلوم ہوئی تاہم وہ مقلد اس حدیث کو قبول نہ کرے، یا بلا وجہ کی تاویل و تحریف کر کے اس حدیث کو اپنے امام کے قول کی طرف لے جائے مگر اپنے امام کا مذہب نہ چھوڑے تو یہ تقلید شرک ہے۔"

ہم مقلدین ایسی تقلید سے بیزار ہیں، آج امت کا سوادِ اعظم تقلید شخصی کا قائل ہے اور ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک امام کا مقلّد ہے مگر شیخ الکل نے جس تقلید کا ذکر کیا ہے اس کا کوئی قائل نہیں۔ ہم پہلے بیان کر آئے کہ تقلید کس طرح کے مسائل میں کی جاتی ہے اور کس طرح کے مسائل میں نہیں کی جاتی، ایک بار پھر وہ مسائل ذہن نشین فرمالیں:

(۱) وہ مسائل اصولِ دین و عقائدِ اسلام سے نہ ہوں۔

(۲) نہ ہی ایسے احکام و شرائع سے ہوں جو کتاب و سنت کے صریح نصوص سے ثابت ہوں۔

(۳) نہ ہی وہ اجماعِ امت یا اجماعِ اہل سنت سے ثابت ہوں کہ اجماع کی طرف رجوع فی الواقع کتاب و سنت کی طرف ہی رجوع ہے۔

(۴) رہ گئے وہ مسائل جو کتاب و سنت کے نصوص سے اجتہاد و استنباط کے ذریعہ نکالے گئے ہوں انھی میں امام معین کی تقلید کی جاتی ہے کیوں کہ اب عام طور سے عوام و خواص اجتہاد و استنباط سے عاجز ہیں، کسی مسئلے میں کوئی حدیث صحیح، غیر معارض، غیر منسوخ معلوم ہو تو اس کے لیے نہ اجتہاد کی حاجت ہے، نہ تقلید کی اجازت۔

(الف) "إذا صحَّ الحديث فهوَ مذهبي" کا اعلان اور عمل:

ائمہ اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے یہ واضح فرمان پہلے ہی جاری کر دیا ہے:

"إذَا صَحّ الحَدِيْثُ فَهُوَ مذْهبِي."

"جب حدیث صحیح ہو (یعنی فقہی اصول کے مطابق حدیثِ صحیح مل جائے) تو وہی میرا مذہب ہے۔"

اور اسی کے مطابق ان کے مقلدین عمل پیرا ہیں۔

☆ ہم حنفی المذہب ہیں، تاہم متعدّد مسائل میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب کے بجائے امام ابو یوسف، امام محمد اور امام زُفر رحمہم اللہ علیہم کے مذہب پر عمل کرتے ہیں، بلکہ وقتِ ضرورت امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ علیہم کا مذہب بھی اختیار کرتے ہیں۔ اس کے شواہد ● ہدایہ ● شروحِ ہدایہ ● فتاوی قاضی خاں ● بحر الرائق ● بدائع الصنائع ● در مختار ● رد المحتار ● فتاوی رضویہ ● رسالہ: الظفر لقولِ زُفَر ● "مجلس شرعی کے فیصلے" جلد اول ● و جلد دوم ● "جدید مسائل پر علما کی رائیں اور فیصلے، جلد اول ● دوم ● سوم

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

• چہارم • پنجم • فقہ اسلامی کے سات بنیادی اصول • وغیرہ کتب معتمدہ میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

ہمارے یہاں فقہا کا ایک طبقہ ہے "اصحاب ترجیح"[۱] ان کا کام ہی یہ ہے کہ اپنے ائمہ مذہب کے دلائل کی قوت وضعف کا پوری باریک بینی سے جائزہ لیں اور جس قول کی دلیل باقوت ہو اسے راجح اور جس قول کی دلیل ضعیف ہو اُسے مرجوح قرار دیں، پھر عموماً ان کے فیصلے پر عمل اور فتوی جاری ہوتا ہے۔ فقہ حنفی میں اس کے نظائر بے شمار ہیں۔

(ب) شرعی دلائل کی روشنی میں ائمہ کی تقلید واطاعت:

مذاہب اربعہ کے ماننے والے علما وفقہا کبھی آنکھ بند کر کے اپنے امام کی تقلید نہیں کرتے، بلکہ وہ طاقت بھر اپنے اپنے اماموں کے قول کی دلیل کتاب وسنت سے تلاش کرتے ہیں، پھر باہم علمی مباحثے کرتے ہیں اور تمام دلائل کے درمیان موازنہ کر کے محاکمہ بھی فرماتے ہیں، پھر جسے جس دلیل کی قوت اور معارض سے اس کی حفاظت یا راجح وغیر منسوخ ہونے کا ظن غالب ہوتا ہے اسے اختیار کرتا ہے اور اس طرز عمل سے یہ ثابت کر دیتا ہے کہ اس نے اپنے امام کی اندھی تقلید نہیں کی ہے، بلکہ دلائلِ کتاب وسنت کے اجالے میں عُرفاً تقلید کی اور حقیقت میں خدا ورسول کی اطاعت کی ہے۔ اس کے شواہد

• شرح معانی الآثار للامام الطحاوی • احکام القرآن للامام الجصاص الرازی
• وأحكام القرآن للامام القرطبی • مؤطا امام محمد • ونصب الرایہ للامام الزیلعی
• فتح القدیر شرح ہدایہ • عمدۃ القاری • وفتح الباری شروح صحیح البخاری
• شرح مسلم للامام النووی • حاجز البحرین للامام احمد رضا القادری
• الحواشی الجلیہ علی شرح صحیح مسلم • فتح المنان للشیخ عبد الحق المحدث الدہلوی • وغیرہ

میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ اور اس کتاب کا تیسرا باب " فروعی مسائل" تو اسی حقیقت کی تفہیم کے لیے ہے، ہر صاحب نظر کھلی آنکھوں سے محسوسات کی طرح اس کا مشاہدہ کر سکتا ہے۔

(ج) اپنے ائمہ کے بعض اقوال پر شذوذ کا حکم اور اس کے خلاف فتوی وعمل:

یہی وجہ ہے کہ یہ علما وفقہا اپنے ائمہ کے بعض اقوال کے بارے میں فرماتے ہیں کہ وہ شاذ ہے، امام

---

(۱) (في طبقات الفقها) الخامسة طبقة أصحاب الترجيح من المقلدين كأبي الحسن القدوري وصاحب الهداية، وأمثالها وشأنهم تفضيل بعض الروايات على بعض كقولهم هذا أولى وهذا أصح رواية وهذا أرفق للناس. (مقدمة رد المحتار على الدر المختار في شرح تنوير الأبصار، ج:۱، ص:۵۷)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ قبور مسلمین پر بیٹھنا جائز، خلاف اولیٰ ہے، کچھ حنفی فقہا نے اس کی حمایت بھی کی جیسا کہ محدث شہیر مولانا احمد علی سہارن پوری مرحوم نے حاشیہ صحیح بخاری (۱) میں طحاوی اور عینی وغیرہ کے حوالے سے بیان کیا ہے۔

لیکن امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "إذَا صَحّ الحَدِيْثُ فَهُوَ مذهبِي." پر عمل کرتے ہوئے قبور مسلمین پر بیٹھنے اور چلنے پھرنے کو حرام قرار دیا اور اس موضوع پر آپ نے ایک رسالہ بھی تصنیف فرمایا ہے جس میں سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی احادیث، پھر نصوصِ مذہبی سے استناد کیا ہے۔

امام ابوزکریا نووی شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تصانیف میں متعدّد مقامات پر امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا (ائمہ اربعہ میں سے) کسی دوسرے امام کے مذہب کو ترجیح دیا ہے، مثلاً ایک مقام پر فرماتے ہیں: "وأقوى المذاهب هنا مذهبُ مالك رحمه الله تعالى".

راقم الحروف نے اپنے حواشی شرح صحیح مسلم (۲) کے ابتدائیہ میں "ترجمة الإمام أبي زكريا" کے تحت اس کے کچھ اور بھی شواہد پیش کیے ہیں۔

(د) دلائل میں شدید کشمکش کی صورت میں تحرّی قلب پر عمل:

یہ فقہی مذاہب

- دلائل میں تعارض
- یا قوت وضعف
- یا عموم وخصوص
- یا مشترک ومؤوّل
- یا اطلاق وتقیید
- یا نسخ وعدم نسخ
- یا اختلافِ قول وفعلِ رسول جیسے ناگزیر اسباب کی بنیاد پر وجود میں آئے
- یا پھر اس وجہ سے کہ کسی مجتہد تک دلیلِ شارع پہنچی اور کسی تک نہیں پہنچی
- کسی کو ناسخ کا علم ہوا اور کسی کو نہیں ہوا
- یا اختلافِ اسباب وعلل کی وجہ سے

---

(۱) الحواشي النافعة للمحدث الشهير أحمد علي السهارنفوري على صحيح البخاري، ج:۱، ص:۱۸۲، كتاب الجنائز / باب الجريد على القبر، مجلس البركات.

(۲) الحواشي الجليّة في تأييد مذهب الحنيفة علي المنهاج في شرح صحيح مسلم بن الحجاج، ج:۱، ص:۱۵، مجلس البركات، مبارك فور.

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

● یا کلماتِ شارع میں کثرتِ عِلل کے احتمال کی وجہ سے۔

● ایک وجہ، اجتہاد میں اصابت و خطا بھی ہے۔

یہ اور اس طرح کے دوسرے اسباب و وجوہ کبھی مجتہد کے نزدیک ایسی کش مکش پیدا کر دیتے ہیں کہ تحرّیِ قلب کے سوا کوئی اور راہ نظر نہیں آتی اِلّا یہ کہ توفیق ایزدی شاملِ حال ہو جائے۔

پھر یہی دشواری فقہاے مقلدین کو بھی پیش آتی ہے تو جس کی تحرّیِ قلب جس امام کے اجتہاد کے صواب یا قوی و راجح ہونے پر ہو جائے وہ اسی کے مذہب کو اختیار کیے رہتا ہے جیسے چار لوگوں پر قبلہ مشتبہ ہو جائے اور تحرّیِ صواب کے بعد ان کا قلب الگ الگ جہتوں کے جہت قبلہ ہونے پر جم جائے تو ہر ایک پر اپنی جہتِ تحرّی پر نماز پڑھنا فرض ہے۔ اور یہ کہنا بیجا ہے کہ ان میں سے تین نے حکم قرآنی کی خلاف ورزی کی اور اپنی راے کو شریعت بنا لیا، یا معاذ اللہ شرک کیا، پھر ائمہ اربعہ کے مقلدین پر یہ حکم لگانا کیوں کر بجا ہوگا۔

تو اس مقام پر آیت کریمہ: "اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ"(۱) [یہود و نصاریٰ نے اپنے اَحبار اور راہبوں کو اللہ کے سوا اپنا رب بنا لیا] سے استدلال نہایت بیجا ہے کیوں کہ یہود و نصاریٰ اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکام کے برخلاف اپنے اَحبار اور راہبوں کے احکام پر عمل کرتے تھے یعنی اللہ و رسول نے جو چیز حلال فرما دی اسے حرام ٹھہراتے تھے اور جس چیز کو اللہ و رسول نے حرام فرمایا اسے حلال قرار دیتے تھے۔ جیسا کہ "مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ" کا لفظ اس کا شاہد ہے اور مفسرین کرام نے اس کی صراحت بھی فرمائی ہے۔(۲)

---

(۱) القرآن الحکیم، سورة التوبة:۹، الاية:۳۱-

(۲) چند تصریحات ملاحظہ ہوں:

● "اتخاذهم أربابا": أنهم أطاعوهم في الأمر بالمعاصي وتحليلِ ما حَرَّم اللهُ وتحريمِ ما حَلَّله . . .
(الحديثُ النبوي) عديّ بن حاتم رضى الله تعالى عنه : انتهيتُ إلى رسول الله -صلّى الله عليه وسلَّمَ- وفي عُنُقي صَليبٌ مِن ذهبٍ،
فقال: "أَلَيْسُوا يُحَرِّمون مَا أحلَّ الله فتُحرِّمونه، ويُحِلّون مَا حَرَمَه فَتُحِلّونَه"؟ قلتُ : بَلىٰ، قال : فتلك عبادتهم. (الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل وعيون الأقاويل فى وجوه التأويل، ج:۲، ص:۲۵۲، تحت الأية: اتَّخَذُوا أَحْبارَهُمْ وَرُهْبانَهُمْ أَرْباباً مِنْ دُونِ اللَّهِ، دار إحياء التراث العربي، بيروت، لبنان)

ترجمہ: "یہود و نصاریٰ کا اپنے علما اور پادریوں کو رب بنانے" کا مطلب یہ ہے کہ وہ معاصی کا اور اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال اور حلال کردہ چیزوں کو حرام ٹھہرانے کا حکم دیتے تو یہود و نصاری ان کی اطاعت و فرماں برداری کرتے۔

(حدیث نبوی) حضرت عدی بن حاتم بیان کرتے ہیں کہ میں سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت میرے گلے میں

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

Ataunnabi.com

جب کہ ہم مسلمان اور ہمارے مجتہدین کرام اس سے بیزار ہیں، جو حکم کتاب و سنت کے نص مُفسَّر یا محکم غیر مؤوّل، غیر منسوخ کے خلاف ہو گا وہ مردود ہے:

⑮ قال (القاسمُ بنُ محمّد): أخبرتْني عائشةُ: أنَّ رسولَ اللهِ -صلّى الله تعالى عليه وسلَّمَ- قَالَ: مَنْ عَمِلَ عملاً ليس عليه أمرنا فهو ردّ.[1]

ترجمہ: اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ہمارے حکم کے خلاف کوئی عمل کیا وہ مردود ہے۔

(ہ) ائمۂ مجتہدین کتاب و سنت میں مضمر احکام کے کاشف ہوتے ہیں:

ہمارے ائمہ مجتہدین اپنے اجتہاد کے ذریعہ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کے احکام کے کاشف و مظہر ہیں، یہ اللہ و رسول کی اطاعت کے لیے اجتہاد یا استنباط فرماتے ہیں، یہ نفوس قدسیہ کبھی حکم الٰہی و حکم رسالت کے برخلاف کوئی حکم صادر نہیں کرسکتے، یہ حضرات آیت کریمہ: "اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا"[2]، "كُنْتُمْ

سونے کی صلیب تھی، تو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا یہ احبار اور راہب اللہ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام نہیں کرتے تو تم لوگ بھی حرام مانتے ہو اور کیا یہ لوگ اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال نہیں کرتے تو تم لوگ بھی حلال کر لیتے ہو۔

تو انھوں نے عرض کیا: کیوں نہیں، سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: یہی ان کی عبادت ہے۔

- وأخرج أبو الشيخ والبيهقي في شُعَب الإيمان عن حُذَيفةَ رضي الله تعالي عنه {اتخذُوا أحْبارهم ورُهبانهم} قال: أما إنهم لم يكونوا يعبدونهم ولكنّهم أطاعوهم في مَعصيَةِ اللّٰهِ.

(الدر المنثور في التفسير بالمأثور، ج:٤، ص:١٧٤، تحت الآية: اتخذوا أحبارهم، ورُهبانهم، دار الفكر، بيروت)

ترجمہ: حضرت ابو الشیخ اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ (اتخذُوا أحْبارهم ورُهبانهم) کی تفسیر میں حضرت حذیفہ نے فرمایا: وہ اپنے پادریوں کی عبادت نہیں کرتے تھے، بلکہ اللہ کی معصیت میں ان کا اتباع کرتے تھے۔

- {اتخذوا} أي أهلُ الكتاب {أحبارَهم} علماءَهم {ورُهبانَهم} نُسّاكَهم {أَرْبَابًا} آلهةً {مِّن دُونِ الله} حيث أطاعوهم في تحليلِ ما حرَّم الله وتحريمِ ما أحلّ الله.

(مدارك التنزيل وحقائق التأويل المسمى تفسير النسفي، ج:٢، ص: ١٣٤، تحت الآية المذكور، أبناء مولوي محمد بن غلام رسول، مومبائي)

ترجمہ: اہل کتاب نے اپنے علما اور اپنے درویشوں کو معبود بنالیا اللہ کے علاوہ، کیوں کہ انھوں نے اللہ کی حرام کردہ اشیا کو حلال کرنے اور حلال کردہ اشیا کو حرام کرنے میں اپنے علما اور درویشوں کی اطاعت کی۔

- ایسا ہی تفسیر جلالین، ص:١٥٨ میں بھی ہے جس میں مفسرین کرام نے قول راجح کو اختیار کرنے کا التزام کیا ہے۔ ١٢ منہ

(١) • الصحيح لمسلم، ج:٢، ص: ٧٧، كتاب الأقضية / باب نقض الأحكام الباطنة وردّ محدَثاتِ الأمور، مجلس البركات

• صحيح البخاري تعليقًا، ج:٢، ص:١٠٩٢، كتاب الاعتصام/ باب قوله: "وكذلك جعلناكم أُمَّةً وَّسطاً"، مجلس البركات.

(٢) القرآن الحكيم، سورة الفاطر: ٣٥، الآية:٢٨-

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ"[۱] کے سچے مظہر اور "انَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الأَنبِيَاء"[۲] کے بہتر مصداق ہوتے ہیں، یہ الگ بات ہے کہ بتقاضاے بشری اجتہاد کی راہ میں کہیں ان کا قدم کچھ پھسل جائے، مگر ان کی نیت نیک ہوتی ہے اس لیے وہ اپنے اجتہاد پر ثواب کے حقدار ہوتے ہیں خود سید کائنات ﷺ نے اس کی شہادت دی ہے۔

⑯ عن عمرو بن العاص، أنّه سمع رسولَ الله -صلّى الله عليه وسلَّمَ- يقول: إذا حكم الحاكمُ فاجتهدَ، فأصابَ له أجران. وإذا حكمَ فاجتهد ثم أخْطَأَ فله أجر.[۳]

ترجمہ: حضرت عَمرو بن عاص بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے اللہ کے رسول ﷺ سے فرماتے سنا جب حاکم (قاضی) کوئی فیصلہ کرنا چاہے اور اجتہاد کرے اور درست اجتہاد کرے تو اس کے لیے دو اجر ہیں۔ اور جب حاکم فیصلہ کرنا چاہے اور اجتہاد کرے اور خطا ہو جائے تو اس کے لیے ایک اجر ہے۔

غور فرمایئے، اللہ کے محبوب، سیدُ الانبیا ﷺ اپنی امت کے فقہاے مجتہدین کی ستائش فرما رہے ہیں اور انھیں ان کے فعلِ خیر پر اجر و ثواب کی بشارت دے رہے ہیں، مگر جماعتِ غیر مقلدین کے شیخ الکل انھیں یہود و نصاریٰ کے اَحبار اور راہبوں کے مساوی قرار دے رہے ہیں، کہاں وہ اَحبار و راہبین، جو اللہ و رسول کے فرمان کے خلاف حکم صادر کرتے تھے اور کہاں یہ اللہ والے، پاک باز نفوس جو کتاب و سنت کے فرمان کے آگے ہر گھڑی سرِ تسلیم خم کیے رہتے اور "إذا صحّ الحديثُ فهو مذهبي." کا اعلان کرتے تھے۔

افسوس! کیا یہی ہے معیارِ حق؟

یہ حضراتِ خیرِ امت کے فقہاے مجتہدین ہیں جو کتاب و سنت سے اجتہاد فرماتے ہیں جیسا کہ ان کے مذہب کی کتابیں شاہدِ عدل ہیں۔

اور الحمد للہ ہم مقلدین ایسے مقدس اماموں کے اجتہادی مسائل کو اختیار کرتے ہیں۔ اور فقہاے مرجّحین کی تنقیح کو پیش نظر رکھ کر جس قول کے صواب ہونے کا ظن غالب ہوتا ہے اس پر عمل کرتے ہیں۔ حق یہ ہے کہ اَحبار و رُہبان پر ائمہ ہُدیٰ کا اور یہود و نصاریٰ پر خیرِ امت کا قیاس باطل و مردود ہے، احادیثِ نبویہ میں اس کی مذمت وارد ہے۔

---

(۱) القرآن الحكيم، سورة آل عمران:۳، الآية:۱۱۰-

(۲) جامع الترمذي، ج:۲،ص:۹۳، أبوابُ العلم / باب ما جاءَ في فضل الفقهِ على العِبادةِ، مجلس البركات.

(۳) صحيح البخارى، ج:۲، ص:۱۰۹۲، كتاب الاعتصام/ باب أجر الحاكم إذا اجتهد فأصاب أو أخطأ، مجلس البركات، مبارك فور.

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

(و) صحیحین کے بہت سے رجال مقلّد ہیں:

صحاح سِتّہ بالخصوص صحیحین کے بہت سے رجالِ حدیث ائمہ اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مقلدین ہیں، تو کیا یہاں بھی آپ کا "معیارِ حق" یہی رہے گا۔ ہم چند حنفی اور شافعی مقلدین کا تذکرہ کرتے ہیں:

(۱) مكّي بن إبراهيم البلخي[۱] رحمه الله تعالى

یہ امام احمد و بخاری و مسلم وابوداود و ترمذی و نسائی وابن ماجہ کے راوی ہیں[۲]، صحیح البخاری کی گیارہ (۱۱) ثُلاثیات ان سے مروی ہیں۔[۳]

(۲) إمام أبو عاصم النبيل الضحّاك بن مخلد[۴] رحمه الله تعالى

آپ سے صحیح البخاری کی چھ (۶) ثلاثیات مروی ہیں۔[۵]

---

(۱) مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة للكردري، ۷۷۷، ۷۷۸.

قال: هو المكّي بن إبراهيم البلخي، دَخَل الكوفَةَ سَنَةَ أربعين ومائة، فلزمَهُ وسَمع منه الحديث والفقه، وكان يحبُّهُ و يتعصَّبُ بمذهبه، أكثر عنه الرّواية.

(۲) تهذيب الكمال في أسماء الرجال، ج:۸، ص:۴۸٦، رقم الترجمة: ٦١٧٠، موسّسة الرسالة.

(۳) • صحيح البخاري، ج: ۱، ص:۲۱، كتاب العلم / باب إثم من كذب على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم.
- صحيح البخاري، ج: ۱، ص:۷۱، كتاب الصلاة / باب قدر كم ينبغي أن يكون بين المصلي والسترة.
- صحيح البخاري، ج: ۱، ص:۷۲، كتاب الصّلاة / باب الصلاة إلى الاسطوانة.
- صحيح البخاري، ج: ۱، ص:۷۹، كتاب مواقيت الصلاة / باب وقت المغرب.
- صحيح البخاري، ج: ۱، ص:۲٦۸، كتاب الصوم / باب صيام يوم عاشوراء.
- صحيح البخاري، ج: ۱، ص:۳۰۵، كتاب الإجارة / باب إن أحال دين الميت على رجل جاز.
- صحيح البخاري، ج: ۱، ص:۴۱۵، كتاب الجهاد / باب البيعة في الحرب على أن لا يفروا.
- صحيح البخاري، ج: ۱، ص:۴۲۷، كتاب الجهاد / باب من رأى العدّو فنادى بأعلى صوته يا صباحاه.
- صحيح البخاري، ج:۲، ص:٦۰۵، كتاب المغازي / باب غزوة خيبر.
- صحيح البخاري، ج: ۲، ص:۸۲٦، كتاب التفسير / باب آنية المجوس والميتة.
- صحيح البخاري، ج:۲، ص:۱۰۱۷، ۱۰۱۸، كتاب الديات / باب إذا قتل نفسه خطأ فلا دية له.

(۴) الجواهر المضية في طبقات الحنفية، ج:۲، ص:۲۷۲-۲۷۵، رقم الترجمة: ٦٦٥.

(۵) • صحيح البخاري، ج:۱، ص:۲۵۷، كتاب الصوم / باب إذا نوى بالنهار صوما.
- صحيح البخاري، ج:۱، ص:۳۰۵، كتاب الكفالة / باب من تكفّل عن ميت دينا فليس له أن يرجع.
- صحيح البخاري، ج:۱، ص:۳۳٦، كتاب المظالم والقصاص / باب هل تكسر الدّنان التي فيها الخمر.
- صحيح البخاري، ج:۲، ص:٦۱۲، كتاب المغازي / باب بعث النبي أسامة بن زيد إلى الحرقات.
- صحيح البخاري، ج: ۲، ص:۸۳۵، كتاب الأضاحي / باب ما يؤكل من لحوم الأضاحي وما يتزود منها.
- صحيح البخاري، ج:۲، ص:۱۰۷۰، كتاب الأحكام / باب مَن بايع مرّتين.

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

(۳) محمد بن عبد الله الأنصاري البصري (۱) رحمہ اللہ تعالیٰ

آپ سے صحیح البخاری کی تین (۳) ثلاثیات مروی ہیں۔ (۲)

(٤) عبد الله بن المبارک (۳) رحمہ اللہ تعالیٰ

(٥) فضل بن موسیٰ الرازی (۴) رحمہ اللہ تعالیٰ

(٦) وکیع بن الجرّاح (۵) رحمہ اللہ تعالیٰ

(٧) یحییٰ بن سعید القطّان (۶) رحمہ اللہ تعالیٰ

---

(١) الجواهر المضية في طبقات الحنفية، ج:٣، ص:١٩٩-٢٠٣، رقم الترجمة: ١٣٥٠.

(٢) ● صحيح البخاري، ج:١، ص:٣٧٢، كتاب الصلح/ باب الصلح في الدية.

● صحيح البخاري، ج:٢، ص:٦٤٦، كتاب التفسير/ باب "يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ؕ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَ الْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَ الْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ؕ فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ وَ اَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ؕ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ رَحْمَةٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ".

● صحيح البخاري، ج:٢، ص:١٠١٧، كتاب الديات/ باب السنّ بالسنّ.

(٣) مناقب الإمام الأعظم للكردري، ص:٧٠٢.

و به إلى محمد بن مقاتل قال: سمعت ابن المبارك، يقول: وقد سئل متىٰ يحلّ للرجل أن يفتي أو يلي القضاء قال: إذا كان بصيرا بالحديث والرأى عارفًا بقول أبي حنيفة، حافظاً له. وهذا محمول على إحدى الروايتين عن أصحابنا وقبل استقرارِ المذهب، أما بعد التقرر فلا حاجة إلى هذا لأنه لا يمكنه إلّا التقليد.

☆ عقود الجمان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمانؒ، باب: ١٠، ص: ١٧١.

عن عبد الله بن المـبـارك قال: قول أبي حنيفة عندنا كالأمر عن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلَّمَ إذا لم نجد أثراً.

(٤) مناقب الإمام الأعظم للكردرى، ص:٦٥٥.

و به عن الفضل بن موسى الرازى وكان أحفظ لأحاديث الرسول وسمع من الإمام الكثير وكان يحث الناس على اتباعه.

(٥) ● مناقب الإمام الأعظم للكردرى، ص:١٠١٦.

عن يحيى بن معين قال: ما رأيت مثل وكيع - و يفتي بقول الإمام وكان يسمع منه شيئا كثيرا-

● وتذكرة الحفاظ، ص:٣٠٧، ج:١، وقال: يفتي بقول أبي حنيفة.

(٦) مناقب الإمام الأعظم للكردرى، ص:١٠١٦.

عن يحيى بن معين، قال: ... وكان يحيى بن سعيد القطّان يفتي بقوله أيضاً.

☆ سير أعلام النبلاء، ج:٣، ص:٤١٦٦.

وكان في الفروع علىٰ مذهب أبي حنيفة فيما بلغنا إذا لم يجد النصّ.

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

(٨) شُعیب بن إسحاق[١] رحمه الله تعالى

(٩) عبد الغفار بن داؤد[٢] رحمه الله تعالى

(١٠) محمد بن عبد الله بن المثنّٰی[٣] رحمه الله تعالى

(١١) مُعلّٰی بن منصور الرازی[٤] رحمه الله تعالى

(١٢) ليث بن سعد[٥] رحمه الله تعالى

(١٣) حُسين بن حفص[٦] رحمه الله تعالى

(١٤) إبراهيم بن يوسف بن ميمون البلخی[٧] رحمه الله تعالى

(١٥) بِشر بن وليد الكندی الحنفی[٨] رحمه الله تعالى

(١٦) زُهَير بن مُعاوِية[٩] رحمه الله تعالى

(١٧) شريك بن عبد الله[١٠] رحمه الله تعالى

(١٨) أحمد بن يسار الشافعي[١١] رحمه الله تعالى

---

(١) تاريخ الإسلام للذهبي، ج:١٢، ص:١٨٥ – وكان يذهب في فروع الفقه مذهب أبي حنيفة.
☆ تهذيب التهذيب، ج:٢، ص:١٧١ – روى عن أبيه وأبي حنيفة وتَمَذْهَبَ له.

(٢) تاريخ الإسلام للذهبي، ج:١٦، ص:٢٢٦ – قال ابن يونس: كان ثقة، ثبتا، فقيها على مذهب أبي حنيفة.

(٣) تهذيب التهذيب ج:٣، ص:٦١٥ – إنه فقيه عفيف ولكنَّه يَاتَمُّ بِقَوْلِ أبي حنيفة.

(٤) الجواهر المضية في طبقات الحنفية، ج:٣، ص:٤٩٢، ٤٩٣، رقم الترجمة: ١٦٨٠، وكان حنفي المذهب.

(٥) ● الجواهر المضية في طبقات الحنفية، ج:٢، ص:٧٢٠، رقم الترجمة: ١١٣١، إن الليث حنفي المذهب.
● إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري فی تيسير الحديث، باب إطعام الطعام من الإسلام (حدثنا الليث ... الإمام الجليل المشهور الحنفی المذهب فيما قاله ابن خلكان.
وقال الإمام أحمد رضا في الفتاوى الرضوية، ج:١، ص:٦٢٥.
الليث بن سعد كان حنفيا.

(٦) الجواهر المضية في طبقات الحنفية، ج:٢، ص:١٠٨، رقم الترجمة: ٤٩٩، وهو الذی نقل فقه أبي حنيفة إلى أصفهان وأفتیٰ لمذهبه.

(٧) سير أعلام النبلاء، ج:١، ص:٧١٨ – كان من الأئمة الحنفية.

(٨) سير أعلام النبلاء، ج:١، ص:١٢١١ – الإمام العلامة المحدث، الصادق، قاضی العراق، أبو الوليد الكندی الحنفی.

(٩) الجواهر المضية فی طبقات الحنفية، ج:٢، ص: ٢١١–٢١٢، رقم الترجمة: ٦٠٠.

(١٠) الجواهر المضية فی طبقات الحنفية، ج:٢، ص: ٢٤٨، ٢٤٩، رقم الترجمة: ٦٤٢.

(١١) سير أعلام النبلاء، ج:١، ص:٧٩٠ – قد عدّ فی الفقهاء الشافعية.

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

(١٩) حسن محمد صباح الشافعي (١) رحمه الله تعالى

(٢٠) علي بن معبد (٢) رحمه الله تعالى

(٢١) علي بن مسهر الكوفي (٣) رحمه الله تعالى

(٢٢) قاسم بن معن الكوفي (٤) رحمه الله تعالى

(٢٣) حبان بن علي العنزي الكُوفي رحمه الله تعالى

(٢٤) مندل بن علي العنزي الكوفي (٥) رحمه الله تعالى

(٢٥) عبد الرزاق بن الهمام (٦) رحمه الله تعالى

(٢٦) يحيى بن معين (٧) رحمه الله تعالى

---

(١) تهذيب التهذيب، ج:١،ص:٤١٣ —وكان يذهب مذهب أهل العراق، فَتَرَكَهُ وتفقه للشافعي.

(٢) تهذيب التهذيب، ج:٣،ص:١٩٣ —وكان يذهب مذهب أبي حنيفة.

(٣) ● الجواهر المضية في طبقات الحنفية، ج:٢،ص:٦١٣، ٦١٤، رقم الترجمة: ١٠١٤.

● مناقب الإمام الأعظم للكردرى، ص:١٠٣٣.

لزم الإمام وتفقّه عليه وسمع منه الكثير – وبه عن يحيى بن نصير، قال: قال عليٌ: خرج الإمام من الدنيا وهو عليّ غضبان لأني كنت أجالس الإمام بالغدوات وسفيان بالعشيات فكان يقول لي: ما قال الشيخ، فأخبره بمسائل، وكان يقول لي الإمام: لم تأتي رجلا يأخذ منك شعلتك ولا يحمدك.

(٤) مناقب الإمام الأعظم للكردري، ص:١٠٣٣.

القاسم بن معن بن عبد الرحمٰن بن عبد الله بن مسعود الكوفي، الفقيه صحب الإمام وتفقّه عليه وروى عنه، ولي القضاء بالكوفة بعد شريك، كان إماما في الفقه، بحرا في العربية مقدما فيه.

(٥) مناقب الإمام الأعظم للكردرى، ص:١٠٣١، ١٠٣٢.

ومنهم حبان ومندل ابنا علي العنزي الكوفي . . . وقدم مندل في بغداد أيام المهدي، سمع الرأى من الإمام وتفقه عليه، وكان الإمام يقر بهما و يتلطف بِهِما، وذكر السمعاني عن جعفر بن عون، أنهما كانا من الزم الناس مجلس الإمام.

(٦) مناقب الإمام الأعظم للكردري، ص:١٠٤٦.

إمام صنعاء أكثر عن الإمام الرواية.

(٧) مناقب الإمام الأعظم للكردري، ص:٦٣٨.

و به عن يحيى بن معين قال: القراءة عندي قراءةُ حمزة والرأيُ رأيُ الإمام، على هذا أدركتُ الناس.

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

(۲۷) المغيرة[۱] رحمه الله تعالى

(۲۸) محمد بن طلحة بن مصرف[۲] رحمه الله تعالى

(۲۹) يحيىٰ بن آدم[۳] رحمه الله تعالى

(۳۰) يزيد بن هارون[۴] رحمه الله تعالى

(۳۱) حسن بن عرفة العبدي[۵] رحمه الله تعالى

(۳۲) خلف بن أيوب[۶] رحمه الله تعالى

یہ مُقلّد راویانِ حدیث کی ایک مختصر فہرست بطور نمونہ پیش کی گئی ہے، تفصیل کے لیے رجالِ

---

(١) مناقب الإمام الأعظم للكردرى، ص:٦٤٢.

وبه عن جرير بن عبد الحميد قال: أفتى المغيرة فتوى، فنوزع فيها، فقال: بلغني أن الفتى الخزاز الذى يكون فى دار عمرو بن حريث يقول بمثله، يعنى الإمام قال جرير فى غير هذه الرواية عن المغيرة إنهم إذا سألوا عن شيء وأجابه قال: هذا قول أبي حنيفة.

(٢) مناقب الإمام الأعظم للكردرى، ص:٦٤٥.

وبه عن أبي تميلة يحيى بن واضح، قال: تجارينا فى ذكره مع محمد بن طلحة بن مصرف فقال ابن طلحة: يا أبا تميلة إذا وجدت عنه قولا فعليك به فإنك لا تجد عنه قولا إلا نضيحا.

(٣) مناقب الإمام الأعظم للكردرى، ص:٦٤٨.

وبه عن على بن المدينى كان يحيى بن آدم عالما بالناس وبأقاويلهم، كثير الفقه والحديث وكان يميل إلى أبي حنيفة ميلا شديدا.

(٤) مناقب الإمام الأعظم للكردرى، ص:٦٥٢.

روى عنه مع كبر سنه وفضله وسَألَهُ عن مسائل وكان مائلا إليه روى عنه إبراهيم بن عبد العزيز أنه سئل متى يفتى الرجل؟ قال إذا كان مثل أبي حنيفة، ثم قال: لا غنى عن النظر فى كتبه وعلمه وبه يتفقّه الرجل.

(٥) مناقب الإمام الأعظم للكردرى، ص:٦٥٧.

وبه عن الحسن بن عرفة العبدى إنه قال: لا نكذب الله فى أنفسنا، امامنا فى الفقه هو، وفى الحديث الثورى، فإذا اتفقا فلا أبالي بمن خالفهما.

(٦) مناقب الإمام الأعظم للكردرى، ص:٦٦٤.

وبه عن عبد الله بن الأزهر سُئل خلف بن أيوب عن مسئلة فقال: قال أبو حنيفة وأبو يوسف فيه كذا. فقيل له: ما تقول فيه أنت؟ قال: أقول لك عن جبلَى حديدٍ وأنت تقول فيه ما تقول؟

سير أعلام النبلاء، ج:٢، ص:١٦٢٥- خلف بن أيوب الإمام المحدثُ الفقيه مفتى المشرق، إن سعيد العامرى، البلخى، الحنفى، الزاهد، عالم أهل بلخ تَفَقَّهَ على القاضى أبي يوسف رحمه الله تعالى.

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حدیث کی کتابیں، خاص کر طبقات الحنفیۃ اور طبقات الشافعیہ وغیرہا کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

اگر تقلید شرک ہے تو بے شمار احادیث صحیحہ سے ہاتھ دھونا پڑے گا، کیا وہابی حضرات اس کی بھی جرأت کریں گے۔

وہابی بھی تقلید کرتے ہیں:

اور حق یہ ہے کہ خود غیر مقلدین بھی ائمۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تقلید کرتے اور ان کے مذہب کے مطابق فتاوی جاری کرتے ہیں، جیساکہ "فتاوی نذیریہ" وغیرہ کے مطالعہ سے عیاں ہے۔

پھر ان کے عوام اپنے مذہب کے متون مثل کنز الحقائق، عرف الجادي، نزلُ الابرار، وغیرہ پڑھ کر، یا کسی غیر مقلد عالم سے پوچھ کر یا سنی سنائی باتوں پر عمل کرتے ہیں، ان کی تقلیدِ بے دلیل میں کیا کلام۔ کیا ان سب پر مشرک ہونے کا وہی فرمان جاری ہوگا، کروروں، اربوں، بلکہ بے شمار مقلدین کو مشرک قرار دینے سے پہلے ذرا ایک بار تو اپنے مقلدین کا جائزہ لے لیتے، نیز حدیث نبوی "الإسلامُ يعلو ولا يُعلىٰ"[1] کا مفہوم ذرا ٹھنڈے دل سے سمجھنے کی کوشش کرتے۔ وما علينا إلا البلاغ.

(۱) صحيح البخاري، ج:۱، ص:۱۸۰، كتاب الجنائز / باب إذا أسلم الصّبي، مجلس البركات.

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar